امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

نقیب

ہفتہ وار

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 61/71

مورخہ ۲۳؍ربیع الثانی ۱۴۴۳ھ مطابق ۲۹؍نومبر ۲۰۲۱ء روز سوموار

شمارہ نمبر 47

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل، یادوں کے چراغ
■ کتابوں کی دنیا، حکایات اہل دل
■ کوئی رفیق نہیں ہے کتاب سے بہتر
■ نئی نسل منشیات کے حصار میں
■ مشورہ کرنے والا پریشان نہیں ہوتا
■ اردو صحافت کی بدلتی قدریں؛ ایک لمحہ فکریہ
■ اخبار جہاں، ہفتہ رفتہ، ملی سرگرمیاں

اقلیتوں کا تحفظ تمام حکومتوں کی بنیادی ذمہ داری

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کا ۲۷؍واں اجلاس مورخہ ۲۰؍ ۲۱؍ نومبر ۲۰۲۱ء کو ملک کے معروف تجارتی وصنعتی شہر کانپور کے دار التعلیم والصنعة میں صدر بورڈ حضرت مولانا سیدمحمد رابع حسنی ندوی کی صدارت میں منعقد ہوا، اس اجلاس میں تفصیلی مذاکرہ اور غور وفکر کے بعد درج ذیل تجویزیں منظور کی گئیں.

رپورٹ: رضوان احمد ندوی

۱۔ تاریخ میں جو مذہبی پیشوا گزرے ہیں، بہت سے لوگ ان پر ایمان رکھتے ہیں اوران سے لوگوں کے قلبی جذبات وابستہ ہیں، ان کی شان میں گستاخی صرف ایک مقدس شخصیت ہی کی اہانت نہیں ہے؛ بلکہ کروڑوں انسانوں کی دل آزاری ہے، ہندوستان ایک کثیر مذہبی ملک ہے، جس میں مختلف عقائد کے حاملین رہتے ہیں اوران کا مرکز عقیدت الگ الگ شخصیتیں ہیں۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ہمیشہ وطن عزیز کے باشندگان نے ایک دوسرے کے جذبات کا لحاظ رکھا ہے، مقدس شخصیتوں اور کتابوں کے بارے میں گستاخانہ رویہ اختیار کرنے سے اجتناب کیا ہےاوراس رواداری نے کثرت میں وحدت کے تصور کوتقویت پہنچائی ہے؛ چنانچہ معتبر ہندو، سکھ اور دیگر غیر مسلم بزرگوں نے ہمیشہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا اعتراف کیا ہے۔ اسی طرح مسلمانوں نے بھی ہمیشہ اسلامی تعلیمات کے مطابق دیگر مذاہب کی مقدس شخصیتوں کے سلسلہ میں دل آزار کلمات کہنے اور لکھنے سے گریز کیا ہے۔ لیکن بڑے افسوس کی بات ہے کہ حالیہ عرصہ میں بعض شرپسندوں نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کھلے عام گستاخی کا ارتکاب کیا ہے، اور حکومت نے اس کو روکنے کی کوئی مؤثر کوشش نہیں کی۔ فرقہ پرست عناصر کی طرف سے یہ دل آزار رویہ قطعاً نا قابل قبول ہے، یہ ملک کے اتحاد کو نقصان پہنچانے کی کوشش اور حب الوطنی کے تقاضوں کے خلاف ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پوری دنیا کے مسلمانوں کے رہبر ورہنما اور رحمت العالمین ہیں۔ مسلمان انہیں ہر چیز سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں حتیٰ کہ اپنی جان سے بھی زیادہ۔ ان کی شان میں گستاخی سے پوری دنیا کے مسلمانوں کے جذبات برانگیختہ ہوں گے اور دنیا میں ملک کی تصویر بھی داغدار ہوگی۔ اس لئے یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ مقدس مذہبی شخصیتوں کی شان میں گستاخی کرنے والے حضرات کو قرار واقعی سزا دی جائے اور حکومت اس کے لئے مؤثر قانون سازی کرے۔

۲۔ ہندوستان کثیر مذہبی ملک ہے، اسی حقیقت کو سامنے رکھتے ہوئے ملک کا دستور بنایا گیا ہے اور ہر شہری کو اپنے مذہب کے مطابق عقیدہ رکھنے عمل کرنے اوراس کی دعوت دینے کا حق دیا گیا ہے، ایسے بڑے ملک اور کثیر مذہبی سماج کے لئے یکساں سول کوڈ نہ مناسب ہے اور نہ مفید۔ بھارت میں اس طرح کی کوشش دستور میں دیئے گئے بنیادی حقوق کے بھی مغائر ہیں۔ اس لئے یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ ملک پر براہ راست کلی یا جزوی کامن سول کوڈ مسلط کرنے کی کوشش نہ کرے۔ یہ ہرگز قابل قبول نہیں ہے۔

۳۔ بورڈ کا یہ اجلاس اس بات کو واضح کر دینا ضروری سمجھتا ہے کہ جب کوئی چیز وقف کر دی جاتی ہے تو وہ انسان کی ملکیت سے نکل کر براہ راست اللہ تعالی کی ملکیت میں آ جاتی ہے، اب وقف کرنے والے کے بشمول کسی فرد، جماعت یا حکومت کو اس کا حق نہیں ہے کہ وہ اس کو فروخت کر دے یا وقف کے منشاء کے خلاف کسی اور کام میں استعمال کرے؛ اس لئے حکومت یا کسی بھی متولی کا اوقاف کی جائیداد میں تصرف کرنا یا بعض عدالتوں کی اراضی کو بیچنے کی اجازت دینا اسلامی شریعت اور قانون وقف کے خلاف ہے۔ یہ مسلمانوں کے مذہبی حقوق اور شرعی قوانین میں مداخلت ہے اور مسلمان اسے قبول نہیں کر سکتے۔

۴۔ مذہبی احکام اور کتابوں کا تعلق عقیدہ ویقین سے ہے اس لئے اس کی تشریح کرنے کا حق ان ہی لوگوں کو حاصل ہے جو اس مذہب پر یقین رکھتے ہوں، اس مذہب سے واقف ہوں اور مذہب کے معتبر لوگوں کے نزدیک وہ مذہبی کتب اور اصطلاحات کی تشریح کے اہل سمجھے جاتے ہوں حکومت یا عدالت کو اپنے طور پر مذہبی کتابوں یا مذہبی اصطلاحات کی تشریح وتوضیح کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ شہریوں کو جو مذہبی آزادی کا حق دیا گیا ہے، یہ اس میں بھی مداخلت ہے۔ اس لئے بورڈ مطالبہ کرتا ہے کہ حکومت اور عدلیہ ایسے کسی بھی کام سے گریز کرے۔

۵۔ یہ اجلاس اس بات پر سخت رنج کا اظہار کرتا ہے کہ وطن عزیز میں خواتین مسلسل مظالم کا شکار ہو رہی ہیں۔ جہیز کی وجہ سے اموات بڑھتی جا رہی ہیں، عورتوں کو معلق رکھنے کے واقعات بڑھ رہے ہیں، ماں کی کوکھ میں لڑکیوں کا قتل عام سی بات ہوگئی ہے، انہیں ترکہ سے محروم رکھا جاتا ہے۔ افسوس کہ تعلیمی اداروں یہاں تک کہ ٹرینوں اور بسوں میں بھی عصمت ریزی کے متعدد واقعات پیش آ رہے ہیں، اب نابالغ بچیوں کو بھی ہوس کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ لڑکیوں کی شادی میں ان کی مرضی کا خیال نہیں رکھا جاتا ہے اور خاندان کے لوگ ان کو اپنی پسند قبول کرنے پر مجبور کرتے ہیں، یہ صورت حال غیر انسانی اور غیر اخلاقی ہے، یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ خواتین کے تحفظ کے لئے مؤثر قوانین بنائے اور اس پر عمل آوری کو یقینی بنائے۔

۶۔ اقلیتوں کا تحفظ تمام حکومتوں کی بنیادی ذمہ داری ہے، مگر افسوس کہ جنوبی ایشیاء کے خطہ میں اس پر کم توجہ دی جاتی ہے۔ ماضی قریب میں بنگلہ دیش میں ہندو بھائیوں کے بعض مندروں کو نقصان پہنچایا گیا اور لوگوں پر حملے کئے گئے۔ یہ یقیناً ایک قابل مذمت فعل ہے اور ہندوستان کے مسلمانوں نے بھی اس کی مذمت کی ہے لیکن اس کے بعد شمال مشرقی ریاست تری پورہ میں بغیر کسی وجہ کے مسلمانوں کی جان ومال کو جو نقصان پہنچایا گیا اسی طرح متعدد مساجد پر جو حملہ کیا گیا اوران کے تقدس کو پامال کیا گیا، وہ انتہائی افسوس ناک ہے۔ پھر اس پر پولیس کی طرف سے بلوائیوں کی مدد اور خود مسلمانوں پر زیادتی ستم بالائے ستم ہے نیز حکومت کی اپنی ذمہ داریوں سے غفلت اور اقلیتوں اور دلتوں سے متعلق اس کی امتیازی پالیسی کا ثبوت ہے، مسلمانوں کا یہ نمائندہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اقلیتوں، دلتوں، دیگر کمزور طبقات اور خواتین پر بڑھتے ہوئے مظالم کی طرف خصوصی توجہ دے۔ ملک کے ہر شہری کے لئے امن وامان فراہم کرے، ان کی جان ومال اور عزت وآبرو کا تحفظ کرے، بالخصوص ماب لنچنگ کے وحشیانہ اور غیر انسانی طریقہ کو روکنے کا مؤثر طریقہ اختیار کرے اور مجرموں کو عبرت ناک سزائیں دے، یہ حکومت کی بنیادی ذمہ داری ہے اوراس کے بغیر ایسے واقعات کا تدارک نہیں ہوسکتا۔

۷۔ یہ اجلاس مسلمانوں سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ خود اپنے آپ پر شریعت کو نافذ کریں، نکاح میں سادگی کو اختیار کریں، لڑکی والوں سے کسی قسم کا مالی مطالبہ نہ کریں، فضول خرچی سے بچیں، خواتین کو ان کا حق میراث دیں، ماں، بہن، بیوی اور بیٹی کے حقوق کا خاص طور پر خیال رکھیں، اپنے باہمی نزاعات کو ثالث کے ذریعہ حل کرائیں اوراس سے کام نہ چلے تو دار القضاء سے رجوع کریں۔ بین مذہبی شادی سے پوری طرح اجتناب کریں، کیوں کہ اس سے سماج میں اختلاف پیدا ہوتا ہے اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی متاثر ہوتی ہے۔

۸۔ بورڈ مسلمانوں اور غیر مسلم بھائیوں سے بالخصوص علماء وکلاء سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اسلام کے معاشرتی قوانین کو پڑھیں، اس کی حکمتوں اور مصلحتوں کو سمجھنے کی کوشش کریں، غلط فہمیوں سے بچیں اور دوسروں کی بھی غلط فہمیاں دور کریں، کیوں کہ اسلام کا قانون معاشرت پوری طرح انسانی ضرورت ومصلحت سے ہم آہنگ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوستان اور دوسرے ملکوں میں خاندانی زندگی سے متعلق جو قوانین مرتب کئے گئے ہیں، اس میں مسلم پرسنل لا سے بہت زیادہ استفادہ کیا گیا ہے۔

۹۔ دستور ہند میں ملک کے ہر شہری کو مذہبی آزادی کا جو حق دیا گیا ہے، اس میں مذہب کی تبلیغ بھی شامل ہے، اگر کوئی شخص جبر ودباؤ اور مالی تحریص کے بغیر اپنے مذہب کی خوبیوں کو بتا کر تبلیغ کرتا ہے تو اس کی اجازت ہے، مسلمانوں نے اس ملک میں بھی تبلیغ مذہب کے لئے جبر ودباؤ اور لالچ دینے کا راستہ اختیار نہیں کیا، یہی وجہ ہے کہ ایک ہزار سال اقتدار میں رہنے کے باوجود مسلمان ہمیشہ اقلیت ہی میں رہے حالیہ دنوں میں بعض لوگوں نے اپنے مرضی سے اسلام قبول کیا، انہوں نے پولیس یا عدالت میں یہ دعوی دائر نہیں کیا کہ انہیں زبردستی مسلمان بنالیا گیا ہے لیکن پھر بھی تبلیغ مذہب کا کام کرنے والوں پر جھوٹے مقدمات درج کئے گئے، جب کہ دوسری طرف بعض فرقہ پرست کھلے عام تبدیلی مذہب کا نعرہ لگا رہے ہیں اوران کے خلاف کوئی کاروائی نہیں ہو رہی ہے، یہ واضح طور پر دستور کی خلاف ورزی اور لوگوں کو ان کے بنیادی حقوق سے محروم کرنے کی کوشش ہے، اس لئے ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ کسی بھی گروہ کے بنیادی حقوق میں مداخلت کرنے سے باز رہے، اور تمام طبقوں کے ساتھ منصفانہ اور مساویانہ طرز عمل التیار کرے۔ جو لوگ بے بنیاد اور جھوٹے الزامات کے تحت گرفتار ہیں، انھیں فی الفور رہا کیا جائے اوران پر سے مقدمات واپس لئے جائیں۔ گیان واپی مسجد اور شاہی عیدگاہ متھرا کے سلسلے میں فرقہ پرست عناصر خاص طور پر ہندو مہاسبھا کی جانب سے جو شر انگیزی کی جا رہی ہے، اور جس طرح ماحول کو خراب کرنے اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی کو نقصان پہونچانے کی کوشش ہو رہی ہے، آج کا یہ اجلاس اسکی سخت الفاظ میں مذمت کرتا ہے اوراسے ملک کی تعمیر وترقی کیلئے نقصان دہ قرار دیتا ہے، نیز حکومت کو متوجہ کرتا ہے کہ وہ فرقہ پرست عناصر بالخصوص ہندو مہاسبھا کی شر انگیز کاروائیوں پر فوراً روک لگائے، اور مذہبی مقدس مقامات کے تحفظ اور ملک کی فرقہ وارانہ ہم آہنگی کے بقا کو یقینی بنائے۔

۱۱۔ گزشتہ کئی سالوں سے مسلمانوں کے خلاف نفرت وبغض وعناد پر مبنی پروپگنڈہ کیا جا رہا ہے، ان پر بے بنیاد الزامات لگائے جا رہے ہیں، ان کی تاریخ کو مسخ کیا جا رہا ہے۔ سوشل میڈیا پر زہریلی، نفرت آمیز اور اشتعال انگیز تقاریر اور مواد پوسٹ کیا جا رہا ہے۔ اس طرح ملک کی فضا کو فرقہ وارانہ خطوط پر مسموم کیا جا رہا ہے۔ ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ حکومت سوشل میڈیا پر ہو رہی فرقہ واریت اور اشتعال انگیزی کی روک تھام اور شرپسند عناصر کے خلاف قانونی چارہ جوئی کرے۔

Scanned with CamScanner

اللہ کی باتیں -----رسول کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

ازدواجی زندگی کے رہنما اصول

"عاشروھن بالمعروف" (سورۃ النساء: ۱۹) بیویوں کے ساتھ لطف وخوبی کے ساتھ زندگی گذارو۔

وضاحت: قانون شریعت نے میاں و بیوی کی ذمہ داریوں اور مشغولیتوں کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے، بیرونی مشغولیتوں کی ذمہ داری شوہر کے مضبوط کندھوں پر رکھا ہے یعنی روزی کمانا، سرمایہ بہم پہونچانا مرد کا فرض قرار دیا اور خانگی امور کی ذمہ داری عورت پر رکھا ہے یعنی شوہر کے مال کی دیکھ ریکھ و نگرانی اور اپنی عزت وآبرو کی حفاظت کرنا بیوی پر قانونی طو پر واجب قرار دیا و قرن فی بیوتکن تم اپنے گھروں کو لازم پکڑو اور بغیر ضرورت کے باہر نہ نکلو۔ حدیث شریف میں فرمایا گیا کہ شوہر بیوی کا رکھوالا ہے اس سے اس کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی اور بیوی اپنے شوہر کے گھر کی نگراں ہے اس سے اس کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ حدیث میں فرمایا گیا کہ عورت اپنے خاوند کے اہل بیت اور اس کی اولاد کی نگراں ہے اس بارے میں وہ جوابدہ ہوگی، گویا شریعت اسلام نے جہاں ایک دوسرے کی ذمہ داریوں کو بتلایا وہیں اس کے حقوق کی ادائیگی کا بھی حکم دیا۔

واقعہ یہ ہے کہ انسانی زندگی کی گاڑی دو پہیوں پر چلتی ہے اگر ان دونوں میں کوئی بھی پہیا رک جائے تو گاڑی آگے نہیں بڑھ سکتی۔ اس سے اجتاعی زندگی کا نظام معطل ہوسکتا ہے دور اندیشی کا تقاضہ یہ ہے کہ ان دونوں پہیوں کو ہمیشہ درست رکھا جائے، ورنہ خانگی زندگی کی فضا زہر آلود ہوجائے گی ......اگر میاں و بیوی ایک دوسرے کی خواہشوں کا احترام کریں ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہوں تو اس سے مودت ورحمت میں استحکام پیدا ہوگا، سیاسی وسماجی رشتوں کی پائیداری آئے گی اور ازدواجی تعلقات اور معاشرتی معاملات درست رہیں گے اور اگر طبعی ونفسیاتی ناہمواری کی بنیاد پر ناچاقی پیدا ہوگئی تو عائلی زندگی کی خوشیاں بھی تباہ ہوں گی اور دل کا چین وسکون بھی ختم ہوگا روزمرہ کے تجربات ومشاہدات سے اندازہ ہوتا ہے کہ لوگ اپنی بیوی کو معمولی باتوں پر مارتے پیٹتے ہیں۔ سالن میں مرچ زیادہ کیوں ڈالی، اب تک روٹی کیوں نہیں بنائی۔ یادرکھئے کہ شرعاً ان باتوں میں ان پر کسی قسم کی سختی درست نہیں ہے، شریعت ہر ایسے اقدام کو ناپسند کرتی ہے جو رشتہ ازدواج کو مفلوج ومعطل کرتے ہوں اور جس سے عائلی زندگی کا نظام درہم برہم ہوتا ہو۔ ان حالات میں زوجین کو مستقل مزاجی اور جذبہ احترام کو سامنے رکھنا چاہئے اور ہر وقت اصلاح کی فکر کرنی چاہئے۔ قرآن پاک میں بڑی صراحت کے ساتھ فرمایا گیا ان اراد و اصلاحاً، اگر شوہر اصلاح چاہیں۔ دوسری جگہ فرمایا و ان تصلحوا و تتقوا، اگر اصلاح کرو اور تقوی کرو، اگر تعلقات کے شیشہ کو ٹھیس لگنے کا ڈر ہو تو باہم صلح کے لئے آمادہ رہو۔ اسلام کی نگاہ میں رشتہ ازدواج ایک مقدس ومحترم اور ناقابل شکست رشتہ ہے جسے آخری دم تک قائم رہنا چاہئے ایک دوسرے کے حقوق کی ادائیگی کا پاس و لحاظ کرنا، آپس کے تعلقات میں فیاضانہ برتاؤ کرنا۔ ازدواجی زندگی کی اصلی روح ہے۔ عاشروھن بالمعروف بیویوں کے ساتھ لطف وخوبی سے زندگی گزارو، بیوی کے دل میں یہ احساس پیدا نہ ہونے دو کہ اس کا شوہر انہیں چھوڑ دے گا یا کسی وقت دغا دے جائے گا اور نہ مردوں کو یہ احساس ستائے کہ بیوی نافرمان ہو جائے گی بلکہ خوش خلقی، بے تکلفی اور ایک دوسرے پر ممکن حد تک اعتماد پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے تاکہ ازدواجی زندگی خوشگوار ماحول میں گزر سکے، آپس میں محبت کے دو میٹھے بول گھریلو زندگی کو جنت کدہ بنا سکتے تھے اور تلخی وبے رخی جہنم کدہ، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ایک مومن کے لئے اللہ تعالیٰ کے تقویٰ کے بعد، صالح بیوی دنیا کی سب سے بڑی بھلائی اور نعمت ہے، رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ایک طویل خطبہ دیا تھا جس میں زوجین کے باہمی حقوق کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ ..... لوگو! عورتوں کے حق میں میری نیکی کی وصیت کو مانو یہ تمہارے ہاتھوں میں قید ہیں تم اس کے سوا کسی او رบات کا حق نہیں رکھتے لیکن یہ کہ وہ کھلی بے حیائی کا کام کریں، اگر ایسا کریں تو ان کو خواب گاہ سے علیحدہ کردو اور ان کو ہلکی مار مارو، تو اگر وہ تمہاری بات مان لیں تو پھر ان پر الزام لگانے کے پہلو نہ ڈھونڈھو، بے شک تمہارا حق عورتوں پر، اور عورتوں کا تم پر حق ہے تمہارا حق عورتوں پر یہ ہے کہ وہ تمہارے بستر کو دوسروں سے پامال نہ کرائیں جن کو تم پسند نہیں کرتے اور تمہارے گھروں میں ان کو آنے کی اجازت دیں جن کا آنا تم کو پسند نہیں اور ہاں ان کا حق تم پر یہ ہے کہ ان کے پہنانے اور کھلانے میں نیکی کرو۔ (ابن ماجہ بحوالہ سیرت النبی جلد ۶)

قرآن کریم نے عدل وانصاف اور رحمت ومودت کے برتاؤ کی ذمہ داری مرد پر عائد کی ہے کہ عورت کے ساتھ محبت آمیز اور فیاضانہ برتاؤ رکھو۔ اگر عورت بدزبان ہو، نافرمان ہو اور مشتبہ چال چلن کی ہو تو پہلے اس کو نرمی سے سمجھاؤ۔ اگر باز نہ آئے تو اس کے بستر کو الگ کردو، اب بھی باز نہ آئے تو اس کو تنبیہ کرو مگر تھپڑ سے منہ پر نہ مارو اور اگر اب بھی باز نہ آئے تو رات دن کی تھکا فضیحتی کے بجائے عزت وشرافت سے رخصت کردو، مگر اس کو تنگ کرنے کے لئے تکلیف نہ پہنچاؤ، ارشاد ربانی ہے۔ ولا تضاروھن لتضیقوا۔ نہ ستاؤ کہ وہ تنگ آکر نکلنے پر مجبور ہو جائیں۔ مسئلہ کی جہالت کے باعث ساس و بہو کے خانگی جھگڑوں نے ہزاروں گھروں کو برباد کردیا۔ مولانا محمد ادریس انصاری نے حضرت تھانویؒ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ بعض ساس نہایت بے رحم اور ظالم ہوتی ہے جو بات بات پر بہو سے لڑتی جھگڑتی رہتی ہے۔ بلکہ اپنے بیٹوں کے کان بھر بھر کر آپس میں کشیدگی پیدا کرتی ہے جس کے باعث بہو سسرال والوں کے ناجائز مظالم برداشت کرتی ہے یا باپ کے گھر چلی جاتی ہے اگر ماں باپ کہیں کے تو بلا وجہ شرعی بیوی کو طلاق دے دے تو ماں باپ کی اطاعت واجب نہیں۔ ماں باپ اگر کہیں کہ تو ساری کمائی ہم کو دیا کر اس میں بھی ان کی اطاعت ضروری نہیں۔ امام ابوحنیفہؒ سے منقول ہے کہ بیٹے کے مال میں باپ کا صرف اتنا ہی حصہ ہے کہ کھانے پینے اور تن ڈھکنے میں جتنے کا وہ محتاج ہو اتنا لے لے اور بس اب آپ اپنی معاشرتی زندگی کا جائزہ لیجئے کہ اکثر لڑائی جھگڑے خود غرضی، نادانی اور ناسمجھی کی بنیاد پر ہوتے ہیں اگر دونوں اپنے اپنے مرتبہ کو پہچانیں تو آپس کی کدورت اور بغض وعناد آسانی سے دور ہوسکتی ہے ہاں اگر زیادتی بیوی کی طرف سے ہو رہی ہو تو قرآن کریم نے اس کے لئے تین درجے متعین کئے ہیں۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

بوقت نکاح یہ شرط لگائی کہ بیوی میکہ ہی میں رہے گی تو کیا حکم ہے؟

س۔ زید نے نابینا فاطمہ سے اس شرط پر شادی کی کہ فاطمہ ہی کے گھر رہیں گے، بعد عقد چند ایام سسرال میں رہا اور پھر اپنے اصل مکان چلا گیا، نابینا فاطمہ کے والدین نے بعد انتظار زید سے اپنے مکان پر رہنے کے متعلق کہا تو وہ وہاں رہنے سے انکار کر رہا ہے اور طلاق بھی نہیں دے رہا ہے۔ اب نابینا فاطمہ کے حق میں شریعت کی طرف سے کون سا طریقہ احسن ہوگا؟

الجواب ______________ وباللہ التوفیق

ج۔ نکاح ان عقود میں سے ہے جو شروط فاسدہ سے فاسد نہیں ہوتا اور نکاح صحیح ہوجاتا ہے البتہ شرط فاسد کا پورا کرنا لازم نہیں ہوتا۔ مذکورہ صورت میں بھی زید پر لازم نہیں ہے کہ وہ فاطمہ ہی کے گھر پر رہے، اب آپ لوگوں کو چاہئے کہ فاطمہ کو زید کے یہاں رخصت کردیں فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

شادی شدہ لڑکی پر والدین کی خدمت

س۔ کیا شادی شدہ لڑکی جو اپنے شوہر کے پاس سسرال میں رہتی ہے، اس پر بھی والدین کی خدمت وتیمارداری فرض ہے یا صرف خوشدامن وشوہر کی؟

الجواب ______________ وباللہ التوفیق

ج۔ بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں اگر والدین بوڑھے ہوں، بیمار ہوں، اپنی لڑکی کے پاس جانے کی قدرت نہ رکھتے ہوں اور ان کے پاس دوسرا شخص خدمت کرنے والا نہ ہو تو لڑکی ہفتہ میں ایک مرتبہ اپنے والدین کے پاس جا کر ان کی خدمت کرے گی، شوہر منع نہیں کرسکتا ہے، اگر شوہر منع کرے گا تو اس کی اجازت کے بغیر بھی جا سکتی ہے، اس لئے کہ خدمت کے اعتبار سے والدین کا حق مقدم ہے، اپنے شوہر اور خوشدامن کی بھی خدمت کرے گی، البتہ خسر کی جسمانی خدمت سے احتراز ضروری ہے کیونکہ اس میں فتنہ کا اندیشہ ہے۔

نوشہ کی گاڑی کو سجانا

س۔ بارات کے دن جس گاڑی پر نوشہ ہوتا ہے اس کو خوب سجایا جاتا ہے۔ جس پر ہزاروں روپے صرف ہوتے ہیں، یہ سجاوٹ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب ______________ وباللہ التوفیق

ج۔ گاڑی کو سجانا فضول خرچی ہے اس لئے اس سے احتراز لازم ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ان المبذرین کانو اخوان الشیطین (بنی اسرائیل : ۲۷) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بھوج کے بدلہ رقم لینا

کسی گاؤں میں سماجی طور پر خود ساختہ قانون کے ساتھ بوقت شادی لڑکے اور لڑکی والوں سے بھوج کے بجائے طے شدہ رقم وصول کر کے فنڈ میں جمع کی جاتی ہے، جس کے بعد وہ آزاد ہوجاتے ہیں کہ کسی کو بھوج کھلائیں یا نہ کھلائیں اور گاؤں والے بوقت ضرورت مثلاً بارات وغیرہ میں پوری طرح خدمت کرنے میں شرعی نقطہ نظر سے اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب ______________ وباللہ التوفیق

ج۔ بوقت شادی لڑکے یا لڑکی والوں پر بھوج کھلانا ضروری نہیں ہے، اگر ان پر دباؤ ڈال کر یا قانون بنا کر ان سے بھوج کھایا جائے یا اس کے عوض کوئی رقم لی جائے تو وہ شرعاً حرام ہوگئی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تم ایک دوسرے کا مال غلط اور ناجائز طریہ سے مت کھاؤ۔ (نساء: ۲۹) اسی طرح حدیث میں ہے کہ کسی مسلمان کا مال اس کی رضامندی کے بغیر لینا اور اس کو استعمال کرنا حرام ہے۔ (سنن الدارقطنی کتاب البیوع ۲۶/۲) فقط۔

منکرات والی شادی میں شرکت

س۔ میرے ایک قریبی رشتہ دار کے یہاں شادی ہے جس میں بینڈ باجا، گانا اور ناچ وغیرہ کا نظم ہے۔ ایسی شادی میں میرے لئے شرکت جائز ہے یا نہیں؟

الجواب ______________ وباللہ التوفیق

س۔ اگر آپ مقتدیٰ اور پیشوا ہیں یا آپ ان کے ایسے رشتہ داروں میں سے ہیں کہ آپ کے شریک نہ ہونے سے شادی والوں کو رنج ہو گا اور توقع ہو کہ وہ ان منکرات وفواحش سے باز آجائیں گے تو آپ شرکت نہ کریں، آپ کی شرکت ناجائز ہے، اور اگر آپ مقتدی او رپیشوا نہیں ہیں یا ایسے رشتہ دار نہیں ہیں کہ آپ کی عدم شرکت کی ان کو کوئی پرواہ ہوگی تو ایسی صورت میں ناجائز کاموں میں شریک ہونا جائز نہیں ہے، البتہ جائز امور میں شرکت کی گنجائش ہے۔ واضح رہے کہ اس صورت میں بھی ناجائز امور کو روکنے کی کوشش حسب استطاعت ضروری ہے۔ اس سلسلہ میں اس حدیث کو پیش نظر رکھنا چاہئے، جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تمہارے سامنے کوئی برائی ہو رہی ہو تو اگر تم اس کو ہاتھ سے روکنے کی استطاعت رکھتے ہو تو ہاتھ سے روکو، اگر زبان سے روکنے کی طاقت ہے تو زبان سے روکو اور اگر یہ بھی نہ ہو تو کم از کم دل میں برا سمجھو، اور یہ ایمان کا سب سے کم درجہ ہے۔ فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم

Scanned with CamScanner

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار
نقیب

پھلواری شریف

جلد نمبر 61/71 شمارہ نمبر 47 مورخہ ۲۳ر ربیع الثانی ۱۴۴۳ھ مطابق ۲۹ر نومبر ۲۰۲۱ء روز سوموار

رشتوں کا احترام کریں

ہماری زندگی میں رشتوں کی بڑی اہمیت ہے، ان کی وجہ سے ہم تنہائی اور اکیلا پن سے بچ جاتے ہیں اور ان کے ساتھ ہونے کی وجہ سے خوشی اور غمی میں ہمیں آگے بڑھنے اور غموں کے برداشت کرنے کا حوصلہ ملتا ہے، زندگی میں کئی ایسے مواقع آتے ہیں، جب رشتوں میں گرم جوشی باقی نہیں رہتی، کئی موقعوں سے رشتہ دار ہم سے ٹوٹ جاتے ہیں، ایسے موقع سے ہمیں ان اسباب وعوامل کی تلاش کرنی چاہیے، جن کی وجہ سے سرد مہری پیدا ہوئی یا رشتے ٹوٹ رہے ہیں، ان کی تلاش کے بعد ان کو دور کرنے کی بھرپور کوشش کرنی چاہیے، کیوں کہ ہماری توانائی اور طاقت کا بڑا حصہ رشتوں میں قربت کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے، پلتا اور بڑھتا ہے، رشتے ٹوٹتے ہیں تو ہم کمزور ہو جاتے ہیں اور ایسا لگتا ہے کہ ہمارے اندر کچھ ٹوٹ سا گیا ہے۔ رشتہ داروں میں کئی وہ ہوتے ہیں جو آپ سے کٹ کر زندگی گذارنا چاہتے ہیں، ان کو بھی جوڑنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

رشتے صرف ماں باپ، بہن بھائی، شوہر بیوی ہی کے نہیں، پڑوسی، سماج اور دوستوں سے بھی ہوا کرتے ہیں، جہاں ہم کام کرتے ہیں، جن کے ساتھ ہمارا اٹھنا بیٹھنا ہوتا ہے، جو ہماری خوشی وغمی میں ہماری پشت پر کھڑے ہوتے ہیں، وہ لوگ جن تک دین کی دعوت پہونچانا ہماری ذمہ داری ہے اور جو امت دعوت ہیں وہ سب ہمارے رشتہ دار ہیں، ہم جو کچھ سوچتے ہیں، ان کے ساتھ جو برتاؤ کرتے ہیں، سامنے والا جو کچھ سوچتا، بولتا اور ہمارے ساتھ برتاؤ کرتا ہے، یہ سب رشتہ داری اور تعلقات کی سردی وگرمی کے مظہر ہوا کرتے ہیں، اس موقع پر ہمیں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان یاد رکھنا چاہیے، جو عقبہ بن عامرؓ سے آپ نے فرمایا تھا کہ جو تعلق توڑے اس سے صلہ رحمی کرو، جو تمہیں محروم کرے اسے عطا کرو اور جو تم پر ظلم کرے اسے درگذر کرو، ایک دوسرے موقع سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عقبہ بن عامرؓ کو یہ بھی حکم دیا تھا کہ اپنی زبان کو قابو میں رکھو، تمہارا گھر تمہیں اپنے اندر سمالے اور اپنی غلطیوں پر رویا کرو۔

واقعہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عقبہ بن عامرؓ کو جو نصیحتیں کیں، وہی رشتوں کے احترام کی اساس وبنیاد ہیں، رشتے صلہ رحمی نہیں کرنے سے ٹوٹتے ہیں، ناجائز طور پر مال ودولت ہڑپ کر لینے اور ظلم وستم سے ٹوٹتے ہیں، اس لیے اگر فریق ثانی تعلق منقطع کرنا چاہتا ہے، واجب حق سے محروم کرنا چاہتا ہے اور ظلم وستم اس کا شیوہ بن گیا ہے تو بھی انسان کو یک طرفہ طور پر تعلقات بحال رکھنے کی کوشش کرنی چاہیے، اس کے لیے داد ودہش اور ظلم وستم کے مقابلے عفو ودر گذر سے کام لینا چاہیے۔ ایسے موقع سے زبان بے قابو ہو جاتی ہے اور جو منہ میں آیا آدمی بکنے لگتا ہے، وہ اپنے گھر سے باہر نکل کر رشتے کی پامالی میں شریک ہو جاتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح کر دیا کہ رشتوں کو باقی رکھنے کے لیے زبان کو قابو میں رکھنا چاہیے، گھر سے بلا ضرورت نہیں نکلنا چاہیے، بلکہ گھر میں ہی رہنا چاہیے، پھر اس ظلم کے خلاف ممکن ہے تمہارا رویہ بھی شریعت کے خلاف ہو گیا ہو؛ اس لیے اپنی غلطیوں پر ندامت کے آنسو بہاؤ؛ تاکہ حالات درست ہو جائیں اور اللہ رب العزت ندامت کے آنسو کو قبول کرلیں۔

ہم اپنی زندگی کا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ ہمارا عمل ان میں سے کسی پر نہیں ہے، اس لیے خاندان ٹوٹ رہے ہیں اور بھائی سے بھائی اور شوہر سے بیوی کے تعلقات بھی استوار نہیں ہیں، جس کی وجہ سے سماجی طور پر جو نقصانات اٹھانے پڑ رہے ہیں وہ اپنی جگہ، ذہنی تناؤ کے ہم جس قدر شکار ہیں اس نے ہماری زندگی کو عذاب بنا رکھا ہے، اللہ ہم سب کو اپنی مرضیات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے مطابق زندگی گذارنے کا حوصلہ اور جذبہ عطا فرمائے۔

کسانوں کی جیت

تقریبا سال بھر کے احتجاج، دھرنے، مظاہرے اور سات سو کسانوں کی جان کی قربانی کے بعد آخر مودی حکومت نے یہ تسلیم کر لیا کہ اسے یہ قانون واپس لینا چاہیے، اس لمبی مدت میں کسانوں پر جو ظلم ڈھائے گیے، لکھیم پور کھیری میں جس طرح کسانوں پر مرکزی وزیر اجیت مشرا کے بیٹے نے گاڑی دوڑا دی اس کی ایک الگ کہانی ہے، کسانوں کے اس پر امن احتجاج کو بدنام کرنے کے لیے لال قلعہ کی فصیلوں تک کا سہارا لیا گیا اور بی جے پی کے کارندوں نے اس کے لیے کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی، اس واقعہ کو ہوا دے کر تحریک کو کمزور کرنے اور بدنام کرنے کا کام لیا گیا، قریب تھا کہ یہ احتجاج اپنی موت مر جاتا، لیکن راکیش ٹکیت کو قیادت کا فن آتا ہے، اس طرح کسانوں کے سامنے گلوگیر ہوئے اور آنسوؤں کے قطرے گرائے کہ تحریک میں پھر سے نئی جان پڑ گئی، کسانوں نے مڑ کر نہیں دیکھا اور اپنی بات منوا کر دم لیا۔

کسانوں کی اس تحریک کو دبانے کے لیے کیا کچھ نہیں کیا گیا، ان پر لاٹھیاں برسائی گئیں، پانی کی تیز دھار چھوڑی گئی، عارضی مسکن کو اکھاڑ پھینکا گیا، سخت ٹھنڈ میں کسان کھلے آسمان کے نیچے پڑے رہے، اتنے پر ہی بس نہیں کیا گیا، ان پر طنز کیے گیے، نفسیاتی طور پر کمزور کرنے کے لیے وزیر اعظم سے بھاجپا کے چھوٹے کارندوں نے بھی پتہ نہیں کیا کیا جملے کسے، انہیں غدار اور خالصتانی کہا گیا، وزیر زراعت تومر سنگھ کا فرمان تھا کہ بھیڑ اکٹھا ہونے سے قانون واپس نہیں ہوتے، مرکزی وزیر دی کے سنگھ یہ پرچار کرتے پھر رہے تھے کہ تصویر میں کئی لوگ کسان نہیں لگتے، مرکزی وزیر راؤ صاحب تانوے کو کچھ زیادہ غصہ آ گیا، انہوں نے کہا کہ اس تحریک کے پیچھے پاکستان اور چین کا ہاتھ ہے، منوج تیواری اسے ٹکڑے ٹکڑے گینگ قرار دے رہے تھے، پیوش گوئل کی سوچ تھی کہ کسان تحریک ماؤوادی فکر کے لوگوں کے ہاتھوں میں آ گئی ہے، بھانت بھانت کے لوگ، بھانت بھانت کی آوازیں، کسان ان پھینکے ہوئے جملے سے پست حوصلہ نہیں ہوئے، اور اپنی تحریک ہر حال میں جاری رکھی، نوبت یہاں تک پہونچی کہ وزیر اعظم مودی کو کسانوں سے معافی مانگنی پڑی اور یہ کہنا پڑا کہ ہم کسانوں کو اس قانون کے فائدے سمجھانے میں ناکام رہے، انہیں امید تھی کہ کسان اس واضح اعلان کے بعد گھر کو چلے جائیں گے، لیکن راکیش ٹکیت کچی گولی نہیں کھیلے ہوئے ہیں، انہوں نے اعلان کر دیا کہ ہم اس وقت تک واپس نہیں جائیں گے، جب تک پارلیامنٹ میں اس قانون کو واپس نہیں لیا جاتا، ٹکیت نے کہا کہ تینوں زرعی توانین کی واپسی ایک وجہ تھی ہمارے احتجاج کی، حکومت کے اس فیصلے کا ہم خیر مقدم کرتے ہیں، ہمارے مطالبات اس کے علاوہ بھی ہیں جو حکومت کو معلوم ہے ہمارا مطالبہ ہے کہ ایم اس پی گارنٹی قانون بنایا جائے، کسانوں پر کیے گیے مقدمات واپس لیے جائیں، تحریک کے دوران جان گنوانے والے کسانوں کے اہل خانہ کو نوکری کے ساتھ مناسب معاوضہ دیا جائے، ان مطالبات کو تسلیم کرائے بغیر ہمارے گھر واپسی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اس کا مطلب ہے کہ یہ لڑائی ابھی ختم نہیں ہوئی ہے، یہ اس وقت تک ختم نہیں ہوگی، جب تک حکومت کسانوں کے سامنے مکمل طور پر سجدہ ریز نہیں ہو جاتی، وزیر اعظم کے لیے یہ آسان کام نہیں ہے، لیکن کئی ریاستوں کے اگلے انتخاب جس میں اتر پردیش سر فہرست ہے اور حالیہ ضمنی انتخاب میں شکست نے مودی حکومت کے رویے میں لچک پیدا کی ہے، جو لوگ کل تک وزیر اعظم کی اکڑ کے قائل تھے آج انہیں پست ہوتا ہوا بھی دیکھ رہے ہیں، کسانون کی تحریک، اس کے مضمرات اور نتائج دوسری تحریکوں پر بھی اثر انداز ہوں گے اور مسلمانوں کے لیے بھی اس میں بڑا پیغام ہے۔

اپنے کو ہلاکت میں مت ڈالیے

ہر چیز کی رفتار کا ایک معیار ہے، مقررہ رفتار سے آگے بڑھنے کا عمل تیز رفتاری کہلاتا ہے، یہ ہر حال میں مضر اور بعض حالتوں میں مہلک ہے، اعتدال اور میانہ روی سے توازن باقی رہتا ہے، تیز رفتاری عموماً توازن کو ختم کر دیتی ہے، اس کے نتیجے میں ایسے حادثات پیش آتے ہیں جس کے پیچھے آہ ونالہ، گریہ زاری، تباہی وبربادی کی ایک داستان رقم ہوتی ہے۔

شمالی ہندوستان میں ٹریفک کا نظام بد سے بدتر ہے، یہاں ٹریفک کا سب سے بڑا اصول ہے کہ جس طرح گاڑی نکال سکو نکال لو، دائیں بائیں اور سائڈ تک کی پرواہ نہیں کی جاتی، بس والے گاڑی اسٹینڈ پر مسافروں کے حصول کے لیے بہت دھیرے دھیرے گاڑی چلاتے ہیں اور شہر سے نکلنے کے بعد سرپٹ دوڑانا شروع کرتے ہیں تاکہ منزل پر پہونچ کر ان کا ٹائم کہیں فیل نہ ہو جائے، اس دوڑ میں وہ تیز رفتاری کے سارے رکارڈ توڑنے کی کوشش کرتے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی ریس چل رہی ہے، اس کے نتیجے میں وہ کبھی کبھی مسافروں کو ان کی منزل سے دور اتارتے ہیں اور اس تیزی میں اتارتے ہیں کہ مسافر گرتے گرتے بچتا ہے، کبھی کبھی تو بچے اور خواتین منہ کے بل گر جاتے ہیں اور ڈرائیور گاڑی لے کر ایک دو تین ہو جاتا ہے، یقیناً سارا قصور ڈرائیور کا ہی نہیں ہوتا، ان لوگوں کا بھی ہوتا ہے جو سڑک کے کنارے دکانیں لگا کر بیٹھ جاتے ہیں، بے جگہ گاڑیاں کھڑی کر دیتے ہیں، جس سے سڑکوں کی وسعت سمٹ جاتی ہے اور آمد ورفت میں دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

سڑک کے کنارے حکومت کی جانب سے مختلف انداز کے بورڈ لگے ہوتے ہیں، مثلاً تیز رفتاری موت ہے، دھیرے چلئے گھر پر آپ کا انتظار ہو رہا ہے، حادثوں سے بچیے، لیکن اس قسم کے بورڈ کو پڑھنے کی فرصت کسے ہے، زندگی بھاگم بھاگ میں گذر رہی ہے اور تیز رفتاری ہماری جانیں لے رہی ہے، ٹریفک کے اصولوں کی پابندی کر کے ہم بہت سارے حادثات سے بچ سکتے ہیں، ٹریفک پولس، گاڑی ڈرائیور اور عام انسان کو اس معاملہ میں زیادہ حساس اور فعال ہونے کی ضرورت ہے، ورنہ حادثات کو روکنا مشکل ہوگا، ہمارے یہاں حادثہ کے بعد روپے تقسیم کرنے کا بھی رواج ہے، انسانی جان انمول ہے اس کا کوئی معاوضہ ہو ہی نہیں سکتا، اس سے زیادہ کچھ نہیں۔

حادثے زندگی کی بڑی حقیقت ہیں، ہنستی، کھیلتی، چلتی پھرتی، دوڑتی بھاگتی زندگی کب حادثے کی چپیٹ میں آ جائے، کہنا مشکل ہے، یہ حادثے دبے پاؤں آتے ہیں اور گھر کا گھر اجاڑ دیتے ہیں، یقیناً جس کا وقت آ گیا، وہ چلا جائے گا؛ لیکن ہمیں وقت کا پتہ نہیں، اس لیے ہم حفاظتی تدابیر اختیار کرنے کے پابند ہیں، ان حادثوں میں ہماری بے احتیاطی کا بھی کم عمل دخل نہیں ہے، احتیاط میں لاپرواہی بظاہر حادثے کا سبب ہوتی ہے، نئی نسلوں کی عجلت پسندی غلط سمت میں گاڑی چلانا، نابالغ ڈرائیور، بغیر ہیلمٹ اور بیلٹ کے ڈرائیوری، سڑکوں پر بے ترتیب گاڑیاں کھڑی کرنا اور ٹریفک ضابطوں کی ان دیکھی کی وجہ سے بھی حادثے رونما ہوتے ہیں، ایک اندازہ کے مطابق سڑک حادثے میں روزانہ چار سو زندگیاں ختم ہو جاتی ہیں۔

یہ حادثے ستر فی صد گاڑی چلانے والوں کی غلطی سے ہوا کرتے ہیں، سڑکوں کی بدحالی، پل کی تاریکی، موٹر سائیکل کی لہر یا چال، ایڈونچر کا شوق بھی سڑک حادثوں کا سبب بنتا ہے، سڑکوں پر بجلی کے پول اور درختوں کی موجودگی بھی اندھیرے میں کئی زندگی کو نگل جاتی ہے، اور زندگی نے ایک بار موت کو گلے لگا لیا تو وہ لوٹ نہیں سکتی ہے، زندگی قیمتی ہے، ٹریفک ضابطوں کی پابندی کر کے بظاہر اسے بچایا جا سکتا ہے، لیکن ہندوستان میں نقل وحمل کے جو ضابطے ہیں، وہ کاغذی ہیں، ان پر عمل نہیں ہوتا ہے، جو چاہے جس طرح چاہے گاڑی بھگاتا رہتا ہے، سڑکوں پر سگنل کی پرواہ کیے بغیر گاڑی بڑھا لینا عام سی بات ہے، ٹریفک پولیس غیر تربیت یافتہ ہے اور گاڑی روک کر دس بیس روپے وصول کر سارے ضابطے دھرے رکھنے میں طاق ہے، یہ ساری بے اصولی اپنے کو ہلاکت میں ڈالنے کے مترادف ہے، اس لیے اپنی حفاظت کے لیے ٹریفک اصولوں پر عمل کرنا ضروری ہے، جب تک ہم حساس نہیں ہوں گے، اور یہ سارے سسٹم بدلے نہیں جائیں گے، حادثے نہیں رک سکتے، اور پتہ نہیں کب ہماری باری آ جائے اس لیے ہمیں اپنے اعمال کی اصلاح پر توجہ دینی چاہیے، حقوق وفرائض کی ادائیگی کا خیال رکھنا چاہیے، اللہ کے حقوق بھی اور بندوں کے حقوق بھی، نہ معلوم کب موت کا فرشتہ روح کو قفس عنصری سے لیکر اڑ جائے، اللہ رب العزت سے حادثاتی موت سے پناہ بھی چاہنی چاہیے اور آمد ورفت کے اصول وضوابط پر سختی سے عمل کرنا چاہیے، تاکہ حادثوں سے بچنا ممکن ہو سکے۔

Scanned with CamScanner

یادوں کے چراغ ✍: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

شاکر کریمی - ادب کا ایک ستون گر گیا

عصر حاضر کے ممتاز شاعر، ادیب، نامور افسانہ نگار اور ایک درجن سے زائد کتابوں کے مصنف جناب شاکر کریمی کا طویل علالت کے بعد ۱۳ر نومبر ۲۰۲۱ء کو ان کے آبائی شہر بتیا مغربی چمپارن میں انتقال ہو گیا، جنازہ کی نماز بعد نماز ظہر مدرسہ یتیم خانہ بدریہ بتیا میں ادا کی گئی، مولانا علی احمد قاسمی سابق امام جامع مسجد بتیا نے نماز پڑھائی، اور گنج نمبر ایک کے چھوٹی قبرستان میں تدفین عمل میں آئی، پس ماندگان میں اہلیہ، ایک لڑکا ڈاکٹر نوشاد احمد کریمی اور ایک لڑکی طلعت فاطمہ کریمی کو چھوڑا، صاحبزادہ ڈاکٹر نوشاد احمد کریمی گلاب میموریل کالج بتیا میں اردو کے لکچرر ہیں۔

شاکر کریمی کے قلمی نام سے مشہور امتیاز احمد کریمی بن مولوی محمد عنایت کریم بَرتَر آروی بن شیخ مولانا بخش (کواتھ) بن حکیم ظہور احمد (غازی پور) ۱۰ر مارچ ۱۹۴۲ء کو مغربی چمپارن کے شہر بتیا میں پیدا ہوئے، ان کے والد کواتھ آرہ سے نقل مکانی کر کے بسلسلہ ملازمت بتیا آئے، اور یہیں کے ہو کر رہ گیے، بتیا راج میں منشی تھے، یہیں ان کی شادی حافظ سلامت علی کی صاحب زادی کریم النساء سے ہوئی، میٹرک تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد ان کی دلچسپی شاعری سے ہو گئی "ریزۂ مینا" (مطبوعہ ۱۹۸۵) ان کی شاعری کا مجموعہ ہے اور مقبول ہے، اس کی مقبولیت کی وجہ اس کی تغزل آمیز جدیدیت ہے، اس کے اشعار میں محبت کی زیریں لہریں، فرقت کی کسک اور عصری حسیت کی بھر پور عکاسی ملتی ہے، ۱۹۷۰ء سے قبل شاعری سے زیادہ ان کا وقت افسانہ نگاری پر صرف ہونے لگا اور ۱۹۷۰ء آتے آتے وہ ملک کے نامور افسانہ نگار بن گیے، ایک زمانہ تک بتیا کی ادبی عظمت کا اقرار عظیم اقبال اور شاکر کریمی کے افسانوں کے ذریعہ ہوا کرتا تھا، جس زمانہ میں خوشتر گرامی بیسویں صدی نکالا کرتے تھے ان دونوں (عظیم اقبال اور شاکر کریمی) کے افسانے کثرت سے اس میں چھپا کرتے تھے، ان کے افسانے سعادت حسن منٹو، عصمت چغتائی وغیرہ کی طرح نہیں ہیں، شاکر کریمی کے یہاں حقائق کو بے لباسی کے ساتھ بیان کرنا جرم تھا، ان کے افسانوں میں مقصدیت ہے اور اس کی تہہ داری قاری کو اپنی طرف متوجہ کیا کرتی ہے، ان کے کئی افسانوی مجموعے پردے جب اٹھ گئے (۲۰۱۷)، ایک دن کا لمبا سفر اور صحرا (۲۰۱۴)، پیاس اور تنہائی (۲۰۰۹) خاص طور پر قابل ذکر ہیں، انہوں نے ناول نویسی پر بھی اپنا وقت صرف کیا، ان کی ایک ناول "جشن کی رات" (۲۰۰۹) کے عنوان سے طبع بھی ہوئی تھی، بتیا میں کتاب کی رسم اجراء کی تقریب کا آغاز ان کے افسانوی مجموعہ "اپنی آگ" (۱۹۹۱) سے ہوا تھا۔ ان کے افسانے کا مواد ہمارے گرد و پیش کا ہوتا ہے، ان میں مقصدیت ہوتی ہے، اس لیے اس سے سماجی اصلاح کا کام بھی لیا جا سکتا ہے۔

شاعری انہوں نے مختلف اصناف میں کی، لیکن نظم اور غزل کے شاعر کی حیثیت سے اہل علم و ادب میں متعارف ہوئے، یادیں، دعوت، چلے بھی آؤ، تم بن، تلاش، کانٹے، شہنائی اور پھر ایسا ہوا، نیز احساس وغیرہ کا شمار ان کی کامیاب نظموں میں ہوتا ہے۔

جن افسانوں کی وجہ سے ان کو شہرت ملی ان میں ایک اور گوتم، ایک دن کا لمبا سفر، اگر تم نہ آئے، وہ کون ہے، واردات، بھٹکا ہوا آدمی، ٹوٹی ہوئی عورت، زخموں کی مہک، آگ ہی آگ، ذرا سی بات، پھر وہی جھوٹی انا، خوشبو تیرے بدن کی، پردہ، انہونی بات خاص طور سے قابل ذکر ہیں، اس طرح کہنا چاہیے کہ وہ بیک وقت شاعر، افسانہ اور ناول نگار تھے، وہ پوری زندگی اصناف ادب کی مشاطگی اور اردو کے فروغ کے لیے کوشاں رہے، ان کی تخلیقات ملک کے مؤقر رسائل و جرائد میں شائع ہوا کرتی تھیں، واقعہ یہ ہے کہ ان کی ادبی خدمات کو نہ تو نظر انداز کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی فراموش۔

ان کی حیات و خدمات پر ۲۰۰۳ء میں اقبال جاوید کولکاتہ نے تحقیقی مقالہ لکھ کر بھیم راؤ امبیڈکر بہار یونیورسیٹی سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی، شاکر کریمی کا تخلیقی شعور کے نام سے ڈاکٹر عدیلہ نسیم مئوناتھ بھنجن نے بھی ایک کتاب مرتب کی ہے۔

شاکر کریمی صاحب کپڑوں کی تجارت کرتے تھے ان کی شادی ۴ر اپریل ۱۹۶۵ء کو احمد علی صاحب سیتامڑھی کی دختر نیک اختر حفصہ خاتون سے ہوئی، جو حی القائم ہیں۔

جناب شاکر کریمی سے میری ایک ہی ملاقات تھی، لیکن تفصیلی تھی، میں ان دنوں مدرسہ احمدیہ ابابکر پور میں استاذ تھا اور بزم احباب ادب ویشالی کے ذمہ داروں میں تھا، ہم لوگوں نے فیصلہ کیا کہ ایک آل بہار مشاعرہ کرانا چاہیے، ڈاکٹر عبد الرؤف، مولانا مظاہر عالم قمر، مولانا رئیس اعظم سلفی اور راقم الحروف (محمد ثناء الہدیٰ قاسمی) نے طے کیا کہ مشاعرہ چونکہ مدرسہ کے احاطہ میں ہے اس لیے نہ تو شاعرات کو مدعو کیا جائے گا اور نہ ہی شرابی شاعر کو، اس موقع سے دونوں بھائی شاکر کریمی اور صابر کریمی کو مشاعرہ میں شرکت کی دعوت دی گئی تھی، اور انہوں نے تشریف لا کر ہماری حوصلہ افزائی فرمائی تھی، مشاعرہ کے ایک حصہ کی نظامت ان کے بھائی صابر کریمی نے کیا تھا، دونوں بھائی کی شرافت، محبت اور ان کی فنی عظمت سے بھر پور شاعری کو میرے لیے بھلانا آج بھی ممکن نہیں ہے، ان دنوں مجھے بڑے لوگوں سے آٹوگراف لینے کا شوق دیوانگی کی حد تک پہونچا ہوا تھا، میں نے جناب شاکر کریمی کو آٹوگراف بک بڑھایا، انہوں نے درج ذیل شعر لکھ کر اپنے دستخط ثبت کیے۔

لاؤں بھی تو کہاں سے لاؤں لکھنے کا انداز نیا
قلم پُرانا ہو تو شاکر بنتی ہے تحریر نئی

صابر کریمی نے لکھا

فلک پہ ذکر تیرا اور زمیں پہ حکم چلے
ترے وجود کا مقصد ہے فقر میں شاہی

یہ مشاعرہ ۲۵ر مارچ ۱۹۸۹ء کو ہوا تھا اور بہت کامیاب تھا، پہلے دور میں ہی رات ختم ہو گئی تھی، آج شاکر کریمی ہمارے درمیان نہیں ہیں، لیکن ان کا تخلیقی ادب خواہ وہ شاعری ہو یا افسانے، ان کی خدمات کے زریں اور تابندہ نقوش ہیں، اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل دے آمین۔ یارب العالمین

کتابوں کی دنیا ✍: ایڈیٹر کے قلم سے

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

عکس مطالعہ

ڈاکٹر محمد عارف حسن وسطوی بن انوار الحسن وسطوی بن محمد داؤد حسن مرحوم، ساکن حسن منزل آشیانہ کالونی روڈ نمبر 6 حاجی پور ویشالی بڑی تیزی سے نئی نسل کے اہل قلم کے درمیان اپنی جگہ بنانے میں کامیاب ہو گئے ہیں، لکھنا، پڑھنا ان کو ورثہ میں ملا ہے، انہوں نے پروفیسر عبد المغنی حیات اور ادبی کارنامے پر ڈاکٹر ممتاز احمد خاں مرحوم سابق ایسوسی ایٹ پروفیسر بہار یونیورسٹی مظفر پور کی نگرانی میں اپنا مقالہ مکمل کیا اور پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی، ان کی پہلی تالیف داؤد حسن زبان خلق کے آئینے میں 2018 میں منظر عام پر آئی تھی، جو ان کے دادا پر مختلف اہل قلم کے ذریعہ لکھے گئے مضامین کا مجموعہ ہے، 2019 میں ان کا تحقیقی مقالہ پروفیسر عبد المغنی ناقد و دانشور کے عنوان سے سامنے آیا اور 2020 میں ان کے مضامین کے مجموعہ عکس مطالعہ نے قارئین ناقدین اور مبصرین کی توجہ اپنی طرف مبذول کرانے میں کامیابی حاصل کی ہے سال بہ سال تالیفات و تصنیفات کی طباعت کا یہ عالم رہا تو ان کی نگارشات سے اہل علم و فن کو فائدہ پہنچے گا اور بعید نہیں کہ اردو دنیا میں وہ اپنے نامور والد کے صحیح جانشین ثابت ہوں گے، حالانکہ یہ مقام حاصل کرنا آسان نہیں ہے، انوار الحسن وسطوی کو پروفیسر ثوبان فاروقی جیسے دیدہ ور نے بابا ہائے اردو ویشالی کہا ہے، ڈاکٹر عارف حسن وسطوی کی طرف ارباب دانش و بینش پوری طرح متوجہ ہیں، تبھی تو 2019 میں دو ایوارڈ سے نوازے گئے، ایک اکبر رضا جمشید اردو ادبی ایوارڈ بہار و جھارکھنڈ اور اردو ادب ایوارڈ برائے مجموعی کارکردگی، آخر الذکر ایوارڈ ہمنشیں بہار نے انہیں دیا تھا۔

عکس مطالعہ ایک سہ بابی کتاب ہے، جس میں مضامین بھی ہیں تبصرے بھی، دو مضامین مسائل اردو سے متعلق بھی شامل کتاب ہیں، مضامین والے حصے میں شاد عظیم آبادی، سلطان اختر، ذکی احمد ذکی، پروفیسر شاہد علی، احمد اشفاق کی شاعری، شمیم مظفر پوری، مناظر عاشق ہرگانوی، بختیار احمد کی انشائیہ نگاری، کلیم عاجز کی مکتوب نگاری، سید عبد الرافع کی صحافتی خدمات، مولانا آزاد کا پھول پودوں سے شوق، کرشن چندر کا افسانہ کالو بھنگی، مولانا حسرت موہانی اور جنگ آزادی جیسے متنوع قسم کے مضامین شامل ہیں، پروفیسر عبد المغنی پر دو مضمون شخصیت اور جہتیں اور ان کی نثر نگاری پر اس مجموعہ میں شامل ہیں، مجتبیٰ حسین، تیری یاد شاخ گلاب ہے، مولانا رضوان القاسمی؛ ایک جوہر کمیاب شخصیت اور پروفیسر قمر اعظم ہاشمی کی یاد میں، یادرفتگاں کے قبیل کے مضامین ہیں، جن میں ان کی علمی، ادبی اور تعلیمی خدمات کا جائزہ بھی لیا گیا ہے، یہ باب اٹھارہ مضامین کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے، جس کا سلسلہ صفحہ 146 پر جا کر ختم ہوتا ہے، اس باب کا آغاز صفحہ نمبر 16 سے ہوا ہے۔

تبصرے والے حصے میں اقبال شاعر اور دانشور، حرف آگہی، امعان نظر، ڈاکٹر ممتاز احمد خاں ایک شخص ایک کارواں، مناظر عاشق ہرگانوی کی نعت گوئی میں ندرت، مولانا ابو الکلام آزاد اور ان کا نظریہ تعلیم، سید اجمل فرید؛ یادیں، باتیں، بہار میں اردو صحافت: سمت و رفتار، مناظر عاشق ہرگانوی کا ناول، شبنمی لمس کے بعد، متاع لوح و قلم، بدر محمدی کی شاعری خوشبو کے حوالے سے، انوار قمر، صد برگ سخن ہائے گسترانہ، صدائے گوہر، سہرے کی ادبی معنویت، اردو ادب ترقی پسندی سے جدیدیت تک اور خیال خاطر، اس باب میں اٹھارہ کتابوں پر تبصرہ ہے، عارف حسن نے ڈاکٹر ممتاز احمد خاں، مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی، بدر محمدی، ڈاکٹر مشتاق احمد مشتاق، ڈاکٹر زہرا شمائل، ڈاکٹر احسان عالم، ڈاکٹر منصور خوشتر، پروفیسر مناظر عاشق ہرگانوی، مولانا سید مظاہر عالم قمر، سید مصباح الدین احمد، بختیار احمد، ڈاکٹر محمد گوہر، ڈاکٹر امام اعظم، پروفیسر توقیر عالم اور مولانا رئیس اعظم سلفی کی تخلیقات، تصنیفات، تالیفات اور تحقیقات پر اپنے قلم کی جولانی دکھائی ہے اور ان کی تخلیقی، تنقیدی اور تحقیقی دروبست کو اجاگر کرنے کے ساتھ فکری اور فنی حیثیت کو بھی قاری کے سامنے رکھا ہے، اس مجموعہ کا اختتام اردو کے مسائل پر کیا گیا ہے، جس کا عنوان ہے عوامی سطح پر اردو زبان کے فروغ میں درپیش مسائل اور ان کا حل نیز نئی نسل کی اردو سے بڑھتی دوری، اسباب اور سد باب اسے مسک الختام کہنا چاہئے۔

"عکس مطالعہ" کا حصہ مضامین والا ہو یا تبصرہ والا دونوں میں ڈاکٹر عارف حسن نے اعتدال اور توازن کے ساتھ اپنا مطالعہ پیش کر دیا ہے، ان کے تبصرہ والے مضامین کی خصوصیت یہ ہے کہ انہوں نے صرف گل چینی ہی نہیں کی ہے؛ بلکہ جہاں کہیں کوئی غلطی نظر آئی، کسی جھول پر نظر ٹک گئی تو انہوں نے برملا اس کا اظہار کر دیا ہے، تنقید کرتے وقت زبان شستہ رکھی گئی، سوقیانہ اور شخصیت کو مجروح کرنے والے الفاظ سے انہوں نے گریز کیا ہے، بات ساری کہہ گئے ہیں؛ لیکن اسلوب، پیرایہ بیان، جملوں کا انتخاب اس طرح کیا ہے کہ کسی کو اپنی ہتک عزتی کا احساس نہیں ہوتا؛ بلکہ وہ لب لعل و شکر خارا کی طرح ایک قسم کی مٹھاس لئے ہوئے ہے، ان کے الفاظ اور جملوں میں ترسیل کی جو صلاحیت ہے وہ قاری کو اس کے اندرون تک پہنچا دیتی ہے، انہوں نے خود بھی لکھا ہے کہ "اعتدال کی راہ ہر جگہ روا رکھی گئی ہے،" یہی اعتدال اس کتاب کی خصوصیت ہے۔

دوسری خصوصیت "عکس مطالعہ" کے مضامین کا تنوع ہے، جس میں ادب، شاعری، خاکے انشائیے، سبھی کچھ سا گئے ہیں، ان پر قلم اٹھانے کا مطلب سیدھا سیدھا یہ ہے کہ مضمون نگار کا مطالعہ ان اصناف ادب کے سلسلے میں وسیع ہے، جن میں گہرائی بھی ہے اور گیرائی بھی، دو سو چونسٹھ صفحات کی اس کتاب کا انتساب مصنف نے اپنے دادا مرحوم کے نام کیا ہے، شروع میں حرف افسر ابراہیم افسر کا ہے، اور پیش لفظ مصنف کے قلم سے ہے، کتاب کی قیمت 160 روپے زائد نہیں مناسب ہے، کتاب المصور ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر ٹرسٹ کے زیر اہتمام روشان پرنٹرس نئی دہلی سے چھپی ہے، آپ اگر پٹنہ میں رہتے ہیں تو بک امپوریم پٹنہ سے خرید سکتے ہیں، کتاب مصنف کے پتہ کے ساتھ ممتاز اردو لائبریری ساجدہ منزل باغ ملی حاجی پور اور نور اردو لائبریری حسن پور گنگھٹی بکساما، ویشالی سے بھی مل سکتی ہے۔

Scanned with CamScanner

قسط نمبر-۲۲

حجۃ الاسلام الامام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی ؒ بحیثیت مصنف

☆حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی نائب امیر شریعت امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ☆

تصانیف نانوتوی اور علم کلام:

تصانیف نانوتویؒ میں علم کلام اور اس کی مصطلحات کا بہت زیادہ استعمال ہے، جو آج کل متروک ہے، جس کی وجہ سے آپ کی کتابوں کو سمجھنا مشکل معلوم ہوتا ہے، آج علم کلام کا زمانہ نہیں، اس کے پڑھنے والے اور سمجھنے والے شاذ و نادر ہی ہیں، لیکن اس زمانہ میں یہ ایک ناگزیر چیز تھی، اس کے علاوہ زیر بحث مسئلہ کی ناقص معلومات بھی عبارت سمجھنے میں دشواری کا باعث ہوتی ہے۔ مثلاً حضرت کا مکتوب متعلقہ مسئلہ وحدت الشہود، مسئلہ وحدت الوجود وغیرہ۔

محسوسات ومشاہدات سے استدلال:

حضرت نانوتویؒ کسی مسئلہ کے اثبات کیلئے محسوس اور مشاہد چیزوں سے استدلال کرتے ہیں اور عموماً ایک مقدمہ وتمہید بیان کرتے ہیں، کہ جب نتیجہ نکلتا ہے تو فریق مخالف کیلئے راہ فرار باقی نہیں رہتی یعنی جب صغریٰ وکبریٰ کو تسلیم کرلیا تو نتیجہ سے کیسے انکار ہوسکتا ہے۔

نسل نو کیلئے بے حد مفید:

حضرت نانوتویؒ کی کتابیں آج کے عقلی ومادی دور میں جہاں ہر بات کو عقل کی کسوٹی پر جانچا اور پرکھا جاتا ہے، نئی نسل اور جدید تعلیم یافتہ لوگوں کے لئے خاص طور پر مفید ہیں، جو ہر بات کو عقل کی روشنی میں دیکھنے اور سمجھنے کے عادی ہیں، وہیں دوسری طرف آپ کی تحریروں میں بکھرے ہوئے شریعت کے اسرار واحکام خواص کے لئے بیحد مفید ہیں۔

حجۃ الاسلام اکیڈمی:

قابل مبارکباد ہیں حجۃ الاسلام اکیڈمی کے ڈائریکٹر مولانا ڈاکٹر محمد شکیب قاسمی صاحب نائب مہتمم دارالعلوم وقف دیوبند اور ان کے رفقاء کار کہ اکیڈمی کے تحت مصنفات نانوتویؒ کی تسہیل، تحقیق، ترجمہ اور ان کی طباعت کا کام بحسن وخوبی انجام دے رہے ہیں، اللہ رب العزت اس سلسلہ کو مستحکم فرمائے اور تا قیامت اسے جاری وساری رکھے۔

تصانیف حضرت نانوتویؒ:

حضرت نانوتویؒ کی باقاعدہ تصانیف کی علمی نوعیت اور علمی حلقے میں ان کے مقام کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کے ذاتی مکتوبات کس قدر علم کی گہرائی لئے ہوئے ہیں، اکثر مکتوبات بھی بعد میں تالیفات اور تصانیف کی شکل میں شائع کئے گئے اور ان کو شائع کرنے والے ان مکتوبات کے وہ مکتوب الیہ ہیں جو مکتوبات کے اعلیٰ وارفع اور قیمتی مضامین سے بے حد متاثر ہوئے۔

(۱) **حجۃ الاسلام:** اس تحریر میں آپ نے جن باتوں کا جائزہ لیا ان میں انسان کی تخلیق کا مقصد، توحید، رسالت، عقیدۂ تثلیث کی تردید، ثبوتِ تقدیر، حدوثِ عالم، استقبال قبلہ، نماز میں قیام، رکوع، سجدہ کی مصلحت، زکوٰۃ، روزہ وحج کی حقیقت، عصمت انبیاء، معجزات، قرآن کی فصاحت وبلاغت، ختم نبوت، قرآن میں نسخ کی وجہ نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت اور آخر میں حلت گوشت کے مسئلہ سے بحث کی ہے اور ثابت کیا ہے کہ گوشت کھانا انسان کی فطرت ہے۔

یہ کتاب دریا بکوزہ ہے اس تحریر کا پس منظر یہ ہے کہ ضلع شاہ جہانپور میں ایک جلسہ بنام میلہ خداشناسی ہونا طے پایا اور اطراف وجوانب میں اس مضمون کے اشتہار بھیجوا کر ہر مذہب کے علماء کو اپنے اپنے مذہب پر تقریر کیلئے دعوت دی گئی، الامام الکبیر کو اسلام کے نمائندہ اور وکیل کی حیثیت سے شرکت کی دعوت دی گئی، چونکہ پہلے سے یہ امر بالکل نامعلوم تھا کہ مباحثہ کا موضوع کیا ہوگا؟ اور یہ کہ اعتراضات وجوابات کی نوبت آئے گی یا زبانی ہی اپنے اپنے مذہب کی حقانیت ہر کسی کو پیش کرنی پڑے گی، تو اس نظریہ کے تحت الامام الکبیرؒ کے دل میں خیال آیا کہ ایک تحریر لکھ لی جائے، جو اصول اسلام اور فروع ضروریہ پر مشتمل ہو چونکہ وقت بہت تنگ تھا اس لئے نہایت عجلت کے ساتھ بیٹھ کر ایک تحریر منضبط فرمائی، لیکن مباحثہ میں اس تحریر کو پڑھ کر سنانے کی نوبت ہی نہیں آئی، الامام الکبیرؒ شاہ جہانپور سے واپس آئے تو خدام کے کہنے سے اسے طبع کرنے کو دے دیا۔ حضرت مولانا فخرالحسن صاحبؒ نے اس کے مضامین کے لحاظ سے اس کا نام ''حجۃ الاسلام'' تجویز فرمایا۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے اس کتاب پر جو تبصرہ کیا ہے اس کی چند سطریں پیش خدمت ہیں:

''دلائل اتنے واضح کہ عقل مطمئن ہوتی چلی جائے اور انداز بیان اتنا دلنشیں کہ براہ راست دل پر اثر انداز ہو، ایک ایک سطر سے مصنف کا یہ یقین اور اعتماد ٹپکتا ہے کہ اسلام ہی دین حق ہے۔ مصنف رحمہ اللہ کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ دقیق، فلسفیانہ باتوں کو گرد وپیش کی خارجی مثالوں سے اس طرح واضح فرماتے ہیں کہ وہ دل میں اترتی چلی جاتی ہیں۔'' (ماہنامہ ندائے دارالعلوم وقف دیوبند، صفرالمظفر ۱۴۳۶ھ)

(۲) **انتصار الاسلام:** یہ کتاب وفات سے دوسال قبل ۱۲۹۵ھ میں تصنیف کی گئی انتصار الاسلام رسالہ کا نام آپ کے شاگرد خاص حضرت مولانا فخرالحسن گنگوہیؒ نے تجویز کیا یہ رسالہ آریہ سماج کے بانی پنڈت دیانند سرسوتی کے ان سوالوں کے جوابات میں لکھا گیا جو انہوں نے اسلام اور مسلمان پر لگائے تھے، الامام الکبیرؒ نے جلسۂ عام میں ان الزامات کی تردید کی اور اعتراضات کے جوابات بھی قلمبند کرادئے۔

اس کتاب میں جن اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے ان میں ذات باری تعالیٰ، شیطان، جن اور فرشتوں کا وجود، بہشت، اور دوزخ کا وجود، جنت میں شراب طہور کی حقیقت، احکام خداوندی میں نسخ، مردہ کو دفنانا، روح، عالم برزخ، جانوروں کی حلت وحرمت، توبہ سے گناہ معاف ہونے جیسے مضامین ہیں۔

حکایات اہل دل

کلک: مولانا رضوان احمد ندوی

بزرگان دین کے کشف وکرامات اور ان کے واقعات پڑھنے سے ایمان ویقین میں پختگی اور عملی زندگی میں نورانیت پیدا ہوتی ہے، میں نے بزرگوں کے ان عرفانی حکایات کو اپنے ذوق کے مطابق منتخب کیا ہے امید ہے کہ ارباب علم وفن اس کو پسند فرمائیں گے اور اس کو مشعل راہ بنائیں گے۔

خدا تو دیکھ رہا ہے

ایک مرتبہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رات کو گلیوں کے اندر پہرہ دے رہے تھے، صبح صادق کا وقت قریب ہوگیا، ایک گھر سے عورتوں کے بولنے کی آواز آئی، آپ قریب ہوکر آواز سننے لگے، آپ نے محسوس کیا کہ ایک بوڑھی عورت اپنی کم عمر لڑکی سے کہنے لگی کہ بیٹی! کیا بکری نے دودھ دے دیا ہے؟ اس نے کہا، جی! دے دیا ہے، پوچھا کتنا دیا ہے؟ جواب ملا، تھوڑا دیا ہے، اس بوڑھی عورت نے کہا، لینے والے آئیں گے تو وہ تو پورا مانگیں گے، لڑکی نے کہا کہ بکری نے تھوڑا دیا ہے، بوڑھی عورت کہنے لگی، اچھا، پھر اس میں پانی ملا دو تاکہ مقدار پوری ہوجائے، لڑکی نے کہا، میں کیوں پانی ملاؤں؟ کیا عمر نے اعلان نہیں کیا ہے کہ کوئی دھوکہ بازی نہ کرے؟ بڑھیا نے کہا، کونسا عمر دیکھ رہا ہے؟ اس لڑکی نے جواب دیا کہ اماں! اگر عمر رضی اللہ عنہ نہیں دیکھ رہے ہیں تو عمر رضی اللہ عنہ کا خدا تو دیکھ رہا ہے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات سنی تو بہت خوش ہوئے اور واپس چلے گئے، صبح ہوتے ہی آپ نے ان دونوں کو بلایا تو پتہ چلا کہ وہ لڑکی جوان العمر تھی، آپ نے اپنے بیٹے کے لئے اسے پسند کرلیا اور اسے اپنی بہو بنالیا، یہی لڑکی بڑی ہوکر حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی نانی بنی۔

چار نعمتوں کا خاص ادب کیجئے......

ہمارے اکابر علم کے ساتھ ساتھ ادب کا بھی بڑا اہتمام فرمایا کرتے تھے، حضرت تھانویؒ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے ہمیشہ چار باتوں کی پابندی کی، ایک تو یہ کہ میری لاٹھی کا جو سرا زمین پر لگتا تھا اس کو کبھی کعبے کی طرف کرکے نہیں رکھا، میں نے بیت اللہ شریف کا اتنا احترام کیا۔

دوسری بات یہ کہ میں اپنے رزق کا اتنا احترام کرتا تھا کہ چارپائی پر بیٹھا تو خود ہمیشہ پائنتی کی طرف بیٹھتا اور کھانے کو سرہانے کی طرف رکھتا، اس طرح بیٹھ کر کھانا کھاتا تھا۔

تیسری بات یہ جس ہاتھ سے طہارت کرتا تھا میں اس ہاتھ میں پیسے نہیں پکڑتا تھا، کیونکہ یہ اللہ کا دیا ہوا رزق ہے، چوتھی بات یہ کہ جہاں میری کتابیں پڑی ہوتی ہیں، میں اپنے استعمال شدہ کپڑوں کو ان دینی کتابوں کے اوپر کبھی نہیں لٹکایا کرتا تھا۔ (خطبات ذوالفقار ۱۹۹/۲)

معیت الٰہی......

ایک بزرگ نے کسی کو خلافت دینے سے پہلے کہا کہ جاؤ یہ مرغی کسی ایسی جگہ ذبح کرکے لاؤ جہاں کوئی نہ دیکھ رہا ہو، کئی اور مریدوں سے بھی کہا، سب لوگ مرغیاں ذبح کرنے چلے گئے، کسی نے درخت کی اوٹ میں ذبح کی، کسی نے دیوار کی اوٹ میں ذبح کی، سب ذبح کرکے لے آئے، لیکن جن کو خلافت دینا تھی وہ جب واپس آئے تو رو رہے تھے، حضرت نے پوچھا، روتے کیوں ہو؟ آپ کے ہاتھ میں تو مرغی ویسے ہی ہے؟ کہنے لگے، حضرت! آپ نے حکم دیا تھا مگر میں اس پر عمل نہیں کرسکا، پوچھا، کیوں عمل نہیں کیا؟ کہنے لگے، حضرت! آپ نے یہ حکم دیا تھا کہ اس کو ایسی جگہ ذبح کرو جہاں کوئی نہ دیکھتا ہو، لیکن میں جہاں بھی گیا میرا رب مجھے دیکھتا تھا، اس لئے میں اس کو کیسے ذبح کرسکتا تھا، فرمایا الحمد للہ، اسی معیت کی کیفیت کا تو امتحان لینا تھا، اس کے بعد ان کو نسبت عطا فرمادی (خطبات ذوالفقار: ۹۲/۴)

کامیابی کا راز

محمد بن قاسم کی کیا عمر تھی، ۱۷ سال، آج سترہ سال کے بچے کو گھر کا سربراہ بنادیں تو وہ گھر کو ٹھیک طرح سے چلا نہیں سکتا اور وہ سترہ سال کا بچہ کمانڈر انچیف بنا ہوا ہے اور فوج کو لیکر جارہا ہے کہاں؟ جہاں راجہ داہر کی منظم حکومت تھی، اس نوجوان کے ساتھ کوئی تربیت یافتہ فوج نہیں تھی، یہ بھی ایک حقیقت ہے بلکہ حجاج بن یوسف نے اسے بلاکر کہدیا کہ میری فوج مختلف محاذوں پر مصروف کار ہے، مگر مجھے یہ بات پہونچائی گئی ہے کہ ہماری کچھ عورتیں آرہی تھیں، راجہ داہر کے ڈاکوؤں نے قافلے کو لوٹ لیا ایک لڑکی نے کہا...... مجھے بچاؤ مجھے بچاؤ، چنانچہ محمد بن قاسم Cornernee lings کے نوجوانوں کو اکٹھا کیا، یہ پروفیشنل فوجی نہیں تھے، یہ ایمان وجذبہ کے گھوڑے پر سوار ہوئے، وہ نوجوان اکٹھے ہوئے اور انہوں نے کہا کہ ہم آپ کے ساتھ چلتے ہیں۔

کتابوں میں لکھا ہے کہ محمد بن قاسم کے ذہن میں یہ بات اتنی سمائی ہوئی تھی کہ وہ بیٹھے بیٹھے چونک اٹھتا تھا اور کہتا تھا، ''لبیک یا اختی، لبیک یا اختی'' میری بہن میں حاضر ہوں، میری بہن میں حاضر ہوں، یہ چند نوجوانوں کی جماعت وہاں پہونچی اور راجہ داہر کی لوہے میں ڈوبی ہوئی فوج کے چھکے چھڑا دیے، پھر یہی نہیں کہ اس کو کنٹرول کرلیا بلکہ اس کو کنٹرول کرکے اپنی سیکنڈ لائن کے ہاتھ میں اس کی کمان دیدی اور خود آگے مارچ کرلیا، خود کنٹرول کچھ اور چیز ہوتی ہے مگر اتنا خود اعتمادی ہوتا کہ سکنڈ لائن کے حوالہ کردیا اور پھر آگے چلتے چلتے سندھ سے لے کر ملتان تک اسلام کا پھریرا لہراتا تھا، اس واقعہ سے سبق ملتا ہے کہ ہم محنت کو اپنائیں کیونکہ کامیاب زندگی ہمیشہ لگن اور مجاہدے کی زندگی ہوا کرتی ہے۔

Scanned with CamScanner

کوئی رفیق نہیں ہے کتاب سے بہتر

مولانا جواد احمد خان رشادی

اللہ رب العالمین نے انسانوں کی ہدایت کے لئے آسمانی کتاب، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی اور اس کی ابتداء لفظ اقرأ سے فرمائی، چنانچہ اللہ رب العزت نے اپنے حبیب سے فرمایا کہ پڑھئے اپنے پروردگار کے نام سے جس نے پیدا کیا" میری مراد پہلی وحی سے ہے جو نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر مکہ مکرمہ کے قریب غار حرا میں نازل ہوئی تھی، خالق کائنات نے اپنی وحی کی اس پہلی قسط اور بارانِ رحمت کے اس پہلے چھینٹے میں اس حقیقت کا اعلان فرمایا کہ علم کا تعلق پڑھنے سے اور لکھنے سے وابستہ ہے، چونکہ آسمان اور زمین کا صدیوں بعد جب رابطہ قائم ہوا تو اس کی ابتداء "اُعبُد" یا "صَلّ" یا "صَدِّق" سے نہیں ہوئی بلکہ لفظ "اقرأ" سے ابتداء ہوتی ہے، پتہ چلا کہ مذہب اسلام میں پڑھنے کی، حصول علم کی اور مطالعہ کی بڑی اہمیت ہے اور حصول علم تمام اعمال پر مقدم ہے۔

چنانچہ اگر انسان صرف مکتب و مدرسہ یا اسکول و کالج کی تعلیم کو ہی مکمل سمجھنے لگے اور صرف اسی پر اکتفاء کر کے بیٹھ جائے تو اس کی سوچ اور سمجھ کا دائرہ نہایت مختصر اور بالکل سمٹ کر رہ جائے گا، چونکہ مدارس یا اسکول و کالج وغیرہ میں صرف مطالعہ کا فقط ڈھنگ سکھایا جاتا ہے کہ مطالعہ کس طرح کیا جائے، کس قسم کی کتابوں کو زیر مطالعہ رکھا جائے وغیرہ، لہٰذا اپنی تعلیمی فراغت کے بعد مطالعہ جتنا وسیع ہوگا، اتنا ہی اپنے اندر نکھار پیدا ہوگا۔

تجھے کتاب سے ممکن نہیں فراغ کہ تو
کتاب خواں ہے مگر صاحب کتاب نہیں

مطالعہ انسان کی صلاحیتوں کو ابھارنے کا بہترین ذریعہ ہے اور یہ مطالعے ہی کا کمال ہے کہ انسان اس کی مدد سے جب چاہے اپنی معلومات میں اضافہ کر سکتا ہے اور اپنے غور و فکر کرنے کے نظریے کو بہتر بنا سکتا ہے اور اسے وسعت عطا کر سکتا ہے۔

اپنے اندر خود اعتمادی پیدا کرنے کے وسیع مطالعہ کی بے حد ضرورت ہے، جو انسان میں یقین کو بڑھاتا ہے اور اس کے ذہن کو کشادہ کرتا ہے، صلاحیتوں کو نکھارتا ہے۔

کسی مفکر کا قول ہے کہ کتابوں کا مطالعہ انسان کی شخصیت کو ارتقاء کی بلند منزلوں تک پہنچاتا ہے، حصول علم اور معلومات کا ذریعہ بنتا ہے اور علمی و تجرباتی سرمایہ کو ایک نسل سے دوسری نسل تک منتقل کرنے اور آنے والی نسل کو ذہن و فکر کی روشنی فراہم کرنے کا عمدہ ذریعہ ہے، جیسا کہ مسلم شریف میں ہے:

"اذا مات الانسان انقطع عنه عمله الا من ثلاثة: الا من صدقة جارية او علم ينتفع به او ولد صالح يدعو له" (مسلم، رقم الحديث: ١٦٣١، باب مايلحق الانسان من الثواب بعد وفاته)

یہاں **أو علم ينتفع به** سے مراد یا تو مرنے والے نے واپنے شاگرد چھوڑے ہوں یا کوئی کتاب لکھ دی ہو جو آنے والی نسل کے لئے فائدہ پہنچائے۔

جس طرح جاندار کو زندہ رہنے کے لئے کھانا پینا اور سانس لینا ضروری ہے، اسی طرح تقریر اور تحریر کے لئے مطالعہ بہت ضروری ہے، کسی مقرر کا بلا مطالعہ تقریر کرنا، کسی مضمون نگار کا بغیر مطالعہ جو چاہے لکھ مارنا ایسا ہی ہے جیسے ہوا کے بغیر پتنگ اڑانے کی ناکام کوشش کرنا، مطالعہ روانی کے ساتھ بولنے اور لکھنے کی طاقت پیدا کرتا ہے، کم ہمتی اور احساس کمتری کو اٹھا پھینکتا ہے، مطالعے ہی سے انسان کو علم کی عظیم منزل حاصل ہوتی ہے۔

کتب بنی انسان کے وقت کو نہ صرف ضائع ہونے سے بچاتی ہے، بلکہ انسان کی غمخوار و مددگار بھی ہوتی ہے، انسان کے ضمیر کو روشنی بخشتی ہے، علم و آگہی کا بہترین زینہ ثابت ہوتی ہے، تنہائی میں کتاب بہترین رفیق ہے، زندگی کی ناہموار راہوں میں کتاب دل نواز ہم سفر ہے۔

مطالعے سے وسوسہ اور غم دور ہوتا ہے، ذہن کھلتا ہے، دل تندرست ہوتا ہے، مطالعے سے انسانی ذہن و فکر کی آبیاری ہوتی ہے، تہذیب و ثقافت کے عمدہ ڈھانچے میں ڈھلنے کی ترغیب ملتی ہے، قوموں کے عروج و زوال معلوم ہوتے ہیں، تاریخ کی برگزیدہ شخصیتوں سے ملاقات ہوتی ہے اور ان کے تجربات سے استفادہ کا موقع ملتا ہے۔

مطالعہ انسان کو اس کی کوتاہیوں اور کمزوریوں کا احساس دلاتا ہے اور اس کے بعد ان کمزوریوں کو وہ دور کرنے کی کوشش کرتا ہے، جس سے اس کے شعور میں پختگی پیدا ہوتی ہے اور اچھے اور برے کی پرکھ اور تنقیدی صلاحیت اپنے اندر محسوس کرنے لگتا ہے۔

علمی جستجو میں لگے رہنے والے شخص کے لئے کتابیں کسی خزانے سے کم نہیں، ابن جوزیؒ فرماتے ہیں کہ "میں کتابوں کے مطالعہ سے سیر نہیں ہوتا اور میں جب کوئی ایسی کتاب دیکھتا ہوں جس کو پہلے نہ دیکھا ہو تو یہ میرے لئے ایسا ہے جیسے میں کسی خزانے پر آیا ہوں" ایک شخص جب کسی کتب خانہ میں داخل ہوتا ہے اور کتابوں سے بھری الماریوں کے درمیان کھڑا ہوتا ہے تو وہ دراصل ایک ایسے علمی شہر میں کھڑا ہوتا ہے جہاں تاریخ کے ہر دور کے علماء، عقلاء اور ادباء کی روحیں موجود ہوتی ہیں اور وہ عملیات کے کسی عمل کے بغیر ہی اسلاف کی روحوں سے ملاقات کر لیتا ہے۔

عربی زبان کے نامور شاعر متنبی، جن کا دیوان مدارس عربیہ کے درس نظامی میں شامل ہے، ان کے ایک شعر کا مصرعہ ہے

وخير جليس في الزمان كتاب (زمانے میں بہترین ہمنشین کتاب ہے)

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

سرور علم ہے کیف شراب سے بہتر
کوئی رفیق نہیں ہے کتاب سے بہتر

جس کسی کو کتابوں سے والہانہ وابستگی ہو جاتی ہے، تو اس کے لئے مطالعہ کے بغیر زندگی گذارنا دشوار تر ہو جاتا ہے، یہی اس کے دن و رات کا اوڑھنا بچھونا ہو جاتا ہے، اگر وہ بیمار بھی پڑ جائے تو کتاب ہی اس کا علاج ہوتی ہے۔

جب کتابوں سے میری بات نہیں ہوتی
تب میری رات میری رات نہیں ہوتی
کبھی آنکھیں کتاب میں گم ہیں
کبھی گم ہے کتاب آنکھوں میں

ہو بہو اسی طرح کہ جس طرح آج کے اس جدید ٹیکنالوجی کے دور میں جہاں ہر چیز کو اسکرین پر دیکھا اور سنا جا رہا ہے، نوجوان نسل کو موبائل فون کی لت پڑ گئی ہے کہ جنون کی حد تک موبائل فون سے چپٹے ہوئے رہتے ہیں اور کتابوں کو نظر انداز کرنے لگے ہیں، لیکن سائنس نے اس بات کو دعوے سے ثابت کیا ہے کہ اسکرین پر دیکھنے کی بہ نسبت کتاب پڑھنے سے انسانی دماغ تین گنا زیادہ بہتر کام کرتا ہے، جب کہ اسکرین اور نیٹ ورک کی شعاعوں سے انسانی اعضاء پر جو منفی اثرات پڑتے ہیں وہ سب پر عیاں ہیں، لفظ کا اصل گھر کتاب ہے، کمپیوٹر اسکرین پر تو اس کی معنویت تقریباً فنا ہو جاتی ہے۔

اگر آپ بازار میں خریداری کو نکلیں تو آپ کی بہترین شاپنگ تب ہوتی ہے جب آپ کوئی اچھی سی کتاب خرید لاتے ہوں، چھٹی صدی کے ایک حنبلی عالم امام ابن الخشاب کے بارے میں ایک واقعہ مذکور ہے کہ انہوں نے ایک دن ایک کتاب پانچ سو درہم میں خریدی، قیمت ادا کرنے کی استطاعت نہیں تھی، لہٰذا تین یوم کی مہلت طلب کر کے مکان کی چھت پر کھڑے ہو کر مکان فروخت کرنے کا اعلان کیا، اس طرح کتاب کی قیمت ادا کر کے اپنے ذوق مطالعہ کی تکمیل کی۔

ماضی قریب میں بھی ایسے متعدد اہل علم و دانش گزرے ہیں، جن کو کتابوں سے والہانہ تعلق تھا، مدارسِ اسلامیہ میں چلے جائیں، اساتذہ کرام کی بڑی تعداد آپ کو ایسی ملے گی جن کے چھوٹے چھوٹے حجروں میں ضروریاتِ زندگی کی اشیاء کم اور مختلف فنون کی کتابیں زیادہ ملیں گی، بلکہ ان کے گھروں کے چھجے بھی کتابوں سے بھرے پڑے رہتے ہیں، اساتذہ کا زیادہ وقت کتابوں میں گذرتا ہے۔

اساتذہ کی علم پروری اور کتاب دوستی کا ایک جیتا جاگتا ثبوت ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا، ابھی ماضی قریب میں کچھ اساتذہ کا ایک وفد شمالی ہند کے سفر پر گیا ہوا تھا، آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے صدر حضرت مولانا محمد رابع صاحب دامت برکاتہم سے ملاقات کی غرض سے ندوۃ العلماء لکھنؤ بھی حاضری کا موقع ملا، وہاں ہمیں ایک جواں سال جید عالم دین نے اپنے گھر چائے پر بلایا، جب ہم پہنچے تو انہوں نے ایک عمارت میں، جس کے ہر کمرے کی چاروں دیواریں کتابوں سے بھری ہوئی موجود تھیں۔

درمیان میں بمشکل بٹھا کر چائے پیش کی، ہم نے پوچھا، آپ کا گھر کہاں ہے تو جواب ملا کہ یہی گھر ہے، ہر طرف کتابیں، کہیں کوئی پلنگ نہ کرسی نہ میز، ہماری حیرت میں اور زیادہ اضافہ اس وقت ہوا جب پتہ چلا کہ تمام ہی کتابیں ان کی اپنی ذاتی ہیں جسے انہوں نے بڑی محنت اور عرق ریزی سے اکٹھا کیا ہے۔

بارور کے بدلے ہاتھوں آجائے کتاب تو اچھا ہو
اے کاش ہماری آنکھوں کا اکیسواں خواب تو اچھا ہو

ایک زمانے میں مسلمانوں میں کتابوں کے مطالعے کا اس حد تک شوق تھا کہ کتابوں کا وجود رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے کا سبب بنتا تھا، لڑکیوں کے جہیز میں کتابوں سے بھری الماریوں دی جاتی تھیں، چنانچہ امام اسحاق بن راہویہ نے سلیمان بن عبد اللہ زغندانی کی بیٹی سے نکاح اس لئے کیا تھا کہ انہیں امام شافعی کی جملہ تصانیف پر مشتمل کتب خانہ ملنے والا تھا، ہمدرد دواخانے کے سربراہ حکیم محمد سعید صاحب مرحوم نے اپنی بیٹی کے جہیز میں اپنا ذاتی کتب خانہ دیا تھا، معلوم ہوا کہ اہل علم کے ہاں کتابوں کو ایک عظیم مرتبہ حاصل تھا۔

ایسی بیسیوں مثالیں ہیں کہ ہمارے اجداد نے کتب خانوں کو کھنگالا، ان کا یہی ذوق مطالعہ ان کو علم و حکمت کی بلندیوں تک پہنچایا، لیکن اب ہماری نئی نسل تن آسانی کا شکار ہو گئی ہے، سوشل میڈیا اور دوسرے ذرائع ابلاغ کو حصول علم کے ذرائع سمجھنے لگی ہے، گوگل کو بطور حوالہ پیش کرنے لگی ہے، غرض کتابوں سے دوری اور دل بیزاری نے جدید نسل کو زیور تعلیم سے دور اور نظریاتی پہلو سے برہنہ کر کے دکھ دیا ہے۔

اسی علم انحطاط اور تعلیم کے فقدان کے نتیجے میں ہمارے نوجوان فکری سرمایہ سے خالی ہوتے چلے جا رہے ہیں اور گمراہ کن افکار کی یلغار ان کے قلوب و اذہان تباہ و برباد کر رہی ہے اور اس کے نتیجے میں دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ چشم عالم سے پوشیدہ نہیں۔

کتاب میری، قلم میرا، اور سوچ بھی میری
پر جو لکھے ہیں میں نے وہ خیال کیوں تیرے ہیں

Scanned with CamScanner

نئی نسل منشیات کے حصار میں......

عبد الرشید طلحہ نعمانی

نئی نسل کسی بھی ملک کی معاشی، تعلیمی، اقتصادی اور سماجی فلاح و بہبود و ترقی میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ کہتے ہیں کہ جوانی وہ عرصۂ حیات ہے؛ جس میں اِنسان کے قویٰ مضبوط، ہمتیں جوان اور حوصلے بُلند ہوتے ہیں۔ ایک باہمت جوان پہاڑوں سے ٹکرانے، طوفانوں کا رخ موڑنے اور آندھیوں سے مقابلہ کرنے کا عزم رکھتا ہے؛ اسی لیے شاعر اسلام علامہ اقبال سمیت متعدد شعرا نے نئی نسل کو اپنی توقعات کا محور بنایا ہے اور بہ راہ راست ان سے خطاب کرتے ہوئے ان کی ذمہ داریوں سے آگاہ کیا ہے۔ ایک موقع پر اقبال مرحوم اپنے رب سے یوں دعا کرتے ہیں۔

جوانوں کو مری آہ سحر دے
پھر ان شاہیں بچوں کو بال و پر دے
خدایا آرزو میری یہی ہے
میرا نور بصیرت عام کر دے

ہم اگر ماضی پر نظر دوڑائیں تو اندازہ ہوگا کہ ایک زمانہ تھا جب اسکولوں، کالجوں میں کھیل کے میدان ہوتے تھے، جہاں کھیلوں کے مقابلے منعقد کیے جاتے تھے، اس میں ہر طبقے کے بچے شامل ہوتے تھے، ان کھیلوں کے ذریعے صبر و برداشت، دوڑ دھوپ اور مقابلہ کرنے کے جذبات پیدا ہوتے تھے؛ مگر افسوس کہ آج ہمارے نوجوان جہد و عمل سے کوسوں دور انٹرنیٹ اور منشیات کے خوف ناک حصار میں جکڑے ہوئے ہیں، انہیں اپنے تاب ناک مستقبل کی کوئی فکر نہیں، وہ اپنی متاع حیات سے بے پرواہ ہوکر تیز گامی کے ساتھ نشہ جیسے زہر ہلاہل کو قند سمجھ رہے ہیں اور ہلاکت و بربادی کے گھاٹ اتر رہے ہیں۔ اب تو سگریٹ و شراب نوشی کی وجہ مجبوری یا ڈپریشن نہیں ہے؛ بل کہ ہم عصروں اور دوستوں کو دیکھ کر دل میں انگڑائی لینے والا جذبۂ شوق ہے، جو نوجوانوں کو تباہ و برباد، ان کے زندگی کو تاریک و اندھیرا اور ان کی جوانی کو بہ تدریج کھوکھلا کرتا جا رہا ہے۔

دوسروں کی دیکھا دیکھی ایک دو بار نشہ استعمال کرنے والا فرد کچھ عرصے بعد یہ محسوس کرنے لگتا ہے کہ اسے نشہ ہر حال میں استعمال کرنا ہے پھر وہ اپنی زندگی کا بیشتر حصہ اس کی تلاش، خرید اور استعمال میں صرف کر دیتا ہے اور چاہ کر بھی اس عمل کو روک نہیں سکتا چاہے اس کی زندگی کے اہم معاملات) خاندان، اسکول، کام (بھی اس کی وجہ سے متاثر ہو رہے ہوں۔ الا ماشاء اللہ

اسباب و وجوہات:

بوڑھوں اور عمر رسیدہ افراد میں منشیات استعمال کرنے کی وجہ جو ہو سو ہو؛ مگر اکثر بچے اور نوجوان، والدین کی غفلت کی وجہ سے نشے کی لت کا شکار ہو جاتے ہیں اور بعض دفعہ تو غلط صحبت کا اثر انہیں لے ڈوبتا ہے۔ کبھی کبھی مسائل سے چشم پوشی اور حقیقت سے فرار حاصل کرنے کے لیے بھی نشہ کا سہارا لیا جاتا ہے۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ نوجوان نسل فیشن کے طور پر سگریٹ نوشی یا دیگر نشہ آور اشیاء کا استعمال شروع کرتی ہے۔

ہمارے معاشرہ میں منشیات اور دیگر فواحش کے فروغ کی بنیادی وجہ مغرب کی اندھی نقالی اور غلامی کے مزاج ہے، اسلام کا مکمل علم نہ ہونے، اپنی دینی تعلیمات پر بصیرت و اعتماد نہ ہونے اور روح کے بجائے مادے کو ترجیح دینے کے مزاج کی وجہ سے امت کی اکثریت مغرب کی مادر پدر آزاد تہذیب اور منکرات سے لبریز کلچر کی اندھا دھند نقالی اور غلامی کر رہی ہے۔ اسی مغرب پرستی نے ہمارے سماج میں دیگر لعنتوں کے ساتھ منشیات کی لعنت کو بھی پروان چڑھایا ہے، اور یہ خمار اس وقت تک نہیں اترے گا جب تک نقالی اور غلامی کا مزاج ختم نہ ہو جائے۔

شراب اور دیگر نشہ آور چیزوں کی بہتات کا ایک سبب ٹی وی پر دکھائے جانے والے مخرب اخلاق پروگرام اور فواحش و منکرات پر مبنی فلمیں ہیں۔ چوں کہ شراب نوشی اور کسی نہ کسی شکل میں نشہ خوری کے مناظر تمام فلموں میں پائے جاتے ہیں، یہی چیز نوجوانوں میں منشیات کی لت پیدا کرنے میں بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔

منشیات کا استعمال شریعت مطہرہ کی نظر میں:

انسانی زندگی اللہ تعالی کا عطیہ اور اس کی گراں قدر نعمت ہے جس کی قیمت ہر فرد بشر پر عیاں ہے اور اس کی حفاظت ہر ہوش مند آدمی پر واجب ہے، اگر وہ اس کی ناقدری کرتے ہوئے اسے ضائع کرتا ہے یا اس کی حفاظت سے روگردانی کرتا ہے تو یہ اس نعمت کے ساتھ ناانصافی اور اللہ تعالی سے بغاوت کے مرادف ہے، کیونکہ اللہ تعالی نے اس کی حفاظت کا حکم دینے کے ساتھ ساتھ اس کے زیاں پر وعید شدید سنائی ہے۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے: اپنے آپ کو قتل نہ کرو یقیناً اللہ تعالی تم پر نہایت مہربان ہے اور جو شخص یہ) نافرمانیاں (سرکشی اور ظلم سے کرے گا تو عنقریب ہم اس کو آگ میں داخل کریں گے اور یہ اللہ پر آسان ہے۔ (النساء) ایک اور مقام پر فرمان الٰہی ہے: اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو۔) البقرۃ (اسی طرح منشیات کی قباحت پر یہ آیت نص صریح کی حیثیت رکھتی ہے: اے ایمان والوں بلاشبہ شراب اور جوا، بت اور پانسے گندے اور شیطانی کام ہیں سو ان سے بچتے رہو تا کہ تم فلاح پا جاؤ۔ (مائدۃ)

قرآنی آیات کے بعد منشیات کی حرمت کے سلسلہ میں ایک نظر نبوی تعلیمات پر بھی ڈالتے چلیں! حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر نشہ آور چیز خمر ہے اور ہر قسم کی خمر حرام ہے۔) مسلم شریف (اسی طرح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعا روایت ہے کہ: ہر نشہ آور چیز حرام ہے، جس مشروب کی کثیر مقدار نشہ پیدا کرے اس کا ایک گھونٹ پینا بھی حرام ہے۔) ترمذی شریف (اس سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ نے ایک واقعہ بھی بیان فرمایا کہ ایک خوبصورت عورت نے اپنے پاس شراب رکھی اور ایک بچہ کو رکھا اور ایک شخص کو مجبور کیا کہ وہ تین میں سے کم از کم ایک برائی ضرور کرے، یا تو وہ اس عورت کے ساتھ بدکاری کرے، یا اس بچہ کو قتل کر دے، یا شراب پیے، اس شخص نے سوچا کہ شراب پینا ان تینوں میں کمتر ہے؛ چنانچہ اس نے شراب پی لی؛ لیکن اس شراب نے بالآخر یہ دونوں گناہ بھی اس سے کرا لیے۔ (نسائی)

منشیات کے طبی نقصانات:

نیوزی لینڈ میں ہونے والی ایک تحقیق کے دوران سر درد اور سگریٹ نوشی کے عمل کے درمیان گہرا تعلق دیکھا گیا ہے، ماہرین نے اپنی تحقیق میں (980) مردوں اور عورتوں کو شامل کیا جنہوں نے بتایا کہ انہیں (11) سے (13) سال کی عمر میں سر درد شروع ہوا اور وہ اسی عمر سے سگریٹ نوشی بھی کر رہے ہیں۔ گزشتہ 15 سال سے سگریٹ نوشی کرنے والے ایک گروپ میں شامل افراد نے کہا کہ انہیں علم ہے کہ جب وہ زیادہ سگریٹ نوشی کرتے ہیں تو سر درد بڑھ جاتا ہے۔ مذکورہ تحقیق سے یہ بات بالکل عیاں ہوگئی کہ یہ اشیاء انسان کے لئے سم قاتل ہیں، اگر کوئی شخص ان کے نقصانات کو جانتے ہوئے ان کا استعمال کرتا ہے تو یہ خودکشی کے زمرے میں آتا ہے، اور خودکشی کی جو سزا شریعت میں متعین کی گئی ہے وہ ہر مسلمان کے لیے ظاہر و باہر ہے۔

اس مناسبت سے منشیات کے کچھ طبی نقصانات بھی ذیل میں مذکور ہیں:

1: ان کے استعمال سے دانت خراب ہو جاتے ہیں اور منہ سے بدبو آنے لگتی ہے۔

2: ماہرین کے نزدیک تمباکو میں بے حد زہریلے اجزاء نکوٹین، فیرفورال، پاسٹریڈن وغیرہ ہوتے ہیں۔ یہ زہریلے اجزا انسانی جسم پر بری طرح اثر انداز ہوتے ہیں اور فاسد مادے پیدا کرتے ہیں ان کے استعمال سے خون کا رنگ متاثر ہوتا ہے، خون زردی مائل اور پتلا ہو جاتا ہے۔

3: اس سے عضلات کمزور اور ڈھیلے ہو جاتے ہیں۔

4: منشیات کے زیادہ استعمال سے جسم کے افعال میں بے ترتیبی پیدا ہوتی ہے، معمولی محنت سے انسان کی سانس پھولنے لگتی ہے اس سے دل کا دس فیصدی کام بڑھ جاتا ہے اور انسان کی عمر دس فی صد کم ہو جاتی ہے۔

5: ان سے پھیپھڑوں کے مختلف امراض پیدا ہوتے ہیں انسان کے سونگھنے کی طاقت کم ہو جاتی ہے۔

6: ان کے استعمال سے معدہ آنتوں کی اندرونی سطح پر ایک قسم کا چپک دار مادہ جمع ہو جاتا ہے جو ان کی ساخت کو متاثر کرتا ہے اس سے معدہ خراب اور بھوک کم لگتی ہے۔

7: تمباکو سگریٹ لگاتار استعمال کرنے سے یہ سرطان کا باعث بنتے ہیں؛ بل کہ کینسر کی سترہ اقسام ہیں جن کی وجہ تمباکو کا استعمال ہے۔ اِن میں منہ، جلد، گلے، سینے، پھیپھڑے، معدے، مثانہ کا کینسر شامل ہے۔

8: ان کے استعمال سے بصارت و بینائی کم ہو جاتی ہے۔

9: ان کے استعمال سے انسان کے اندر چڑچڑا پن، غصہ، سستی، ضد، ڈر، خوف، بدمزاجی پیدا ہو جاتی ہے۔

10: ان کا استعمال رعشہ، نزلہ، زکام کا بہت بڑا سبب ہے۔

خلاصہ کلام:

دراصل افراد معاشرے کا سرمایہ ہے، فرد کا زیاں خاندان اور سماج کی بنیادوں کو کھوکھلا کر دیتا ہے۔ آج بحیثیت انسان اور مسلمان ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ ہم معصوم بچوں اور نوجوان نسل کو نشے کی لعنت سے بچائیں۔ تمام مذہبی ادارے، اسکول و کالج، سماج سدھار تنظیمیں، NGO اور حکومتی سطح پر بھی یہ کام سرانجام دیا جانا چاہیے، یہ برائی ہمارے معاشرے کو گھن کی طرح کھا رہی ہے اور ہمیں معاشرے کو اس برائی سے بچانا ہے۔ آج یہ کام ہمارے لئے فرض کی شکل اختیار کر گیا ہے اور اس کے لئے ہم سب کو متحد ہو کر ایک پلیٹ فارم پر آنا ہوگا تا کہ معاشرے کو اس لعنت سے پاک کر سکیں۔

یاد رہے کہ جب تک منشیات کے استعمال کو رواج اور بڑھاوا دینے والے اسباب و محرکات کا خاتمہ نہیں کیا جائے گا، اس کے سد باب کی سنجیدہ کوشش نہیں کی جائے گی اس وقت تک اس مسئلے پر کنٹرول نہیں کیا جا سکتا اور جب تک زندگی کے دیگر شعبوں سے تعلق رکھنے والے ذمہ داران بالخصوص علمائے کرام وغیرہم منبر و محراب سے منشیات کی روک تھام کے لیے سنجیدہ کردار ادا نہیں کریں گے اس وقت تک اس سنگین صورت حال پر قابو پانا مشکل ہے۔

یہ کس درجہ افسوس ناک بات ہے کہ سگریٹ سازی کی صنعت کو باقاعدہ قانونی حیثیت حاصل ہے؛ لیکن یہ کس قدر مضحکہ خیز امر ہے کہ سگریٹ کی ڈبیہ پر "خبردار! تمباکو نوشی صحت کے لیے مضر ہے" جیسا وعظ رقم کیا جاتا ہے؛ لیکن اس سگریٹ سازی کی صنعت کو روکنے یا اس کی خرید و فروخت کے حوالے سے کسی قسم کی سنجیدگی کا مظاہرہ نہیں کیا جاتا۔

اس وقت ضرورت اس امر کی ہے کہ تمباکو نوشی، شراب نوشی، گانجے اور چرس کے خلاف صرف ایک دن نہیں؛ بلکہ برس کے بارہ مہینے مہم چلائی جائے اور تمام طبقات بالخصوص میڈیا اور منبر و محراب منشیات کے سد باب کے حوالے سے اپنا کردار ادا کریں۔ لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا

Scanned with CamScanner

اخبار جہاں

محمد عادل فریدی

احمد آربری کی ہلاکت کے مقدمہ میں تین سفید فام ملزمان قصوروار قرار

امریکہ کے شہر برونسک میں جیوری نے ایک سیاہ فام نوجوان احمد آربری کی ہلاکت کے مقدمے میں تین سفید فام ملزمان کو قصوروار قرار دیا ہے۔ جیوری نے دس گھنٹے تک آپس میں صلاح ومشورہ کیا جس کے بعد سفید فام ملزمان کو قصوروار قرار دے دیا گیا، تینوں ملزمان کو اگلے سال فروری میں مقدمے کی اگلی سماعت میں سزا سنائی جائے گی۔(یواین آئی)

گوٹریس کی ایتھوپیا میں جنگ بندی کی اپیل

اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل انتونیو گوٹریس نے ایتھوپیا کے تمام فریقوں سے فوری طور پر لڑائی بند کرنے اور جنگ بندی کی اپیل کی ہے۔ مسٹر گوٹریس اس وقت کولمبیا کے سرکاری دورے پر ہیں۔ انہوں نے ٹویٹ کیا ہے کہ کولمبیا میں امن کا عمل مجھے ایتھوپیا کے تمام فریقین سے غیر مشروط اور فوری جنگ بندی کی اپیل کرنے کی تحریک دیتا ہے تاکہ اس ملک کو لڑائی سے بچایا جاسکے۔(یواین آئی)

بنگلہ دیش کے پہلے دیسی کووڈ ٹیکے کو منظوری ملی

بنگلہ دیش میں تیار کیے گئے پہلے دیسی کووڈ۔19 ٹیکے کو انسانی ٹسٹ کی باضابطہ منظوری مل گئی ہے۔ بنگلہ دیش کی مقامی دواساز کمپنی گلوب بایوٹیک کے ذریعہ تیار کردہ بنگہ ویکس ویکیسن کو منگل کے روز بنگلہ دیش میڈیکل ریسرچ کاؤنسل (بی ایم آرسی) نے جانداروں پر کیے گئے ٹسٹ کے تمام دستاویزات کا جائزہ لینے کے بعد منظوری دے دی۔(یواین آئی)

امریکہ نے جمہوریت سربراہی اجلاس میں ایک سو دس ممالک کو مدعو کیا

امریکہ نے جمہوریت سربراہی اجلاس میں شرکت کے لیے روس اور چین کو چھوڑ کر ایک سو دس ممالک کو مدعو کیا ہے۔ امریکی محکمہ خارجہ کی ویب سائٹ پر مدعو ممالک کی ایک فہرست شائع کی گئی ہے، جس میں تائیوان کو بھی مدعو ممالک کی فہرست میں شامل کیا گیا ہے۔(یواین آئی)

سائبیریا میں کوئلے کی کان میں حادثہ، باون افراد ہلاک

سائبیریا میں کوئلے کی کان میں پیش آنے والے ایک حادثے کے نتیجے میں کم ازکم باون افراد ہلاک ہوگئے ہیں۔ مقامی گورنر سیرگئی تسولیف نے تصدیق کی ہے کہ مرنے والوں میں ۴۶ر کان کن جب کہ چھ امدادی کارکن شامل ہیں۔ بتایا گیا ہے کہ ۳۸ر کان کنوں اور گیارہ ریسکیو اہلکاروں کو طبی امداد دی جارہی ہے، جمعرات کے روز اس کان میں دھماکا ہوا تھا، اب تک اس دھماکے کی وجوہات واضح نہیں ہیں، تاہم اس حادثے کے بعد امدادی ٹیموں نے کان میں پھنسے کان کنوں کی نکالنے کی سرگرمیاں شروع کی تھیں، یہ واقعہ مغربی سائبیریا کی ایک کان میں پیش آیا۔(dw.com)

میکسیکو میں خواتین کے حقوق کے لیے نکالے جانے والی مارچ پر فائرنگ، تین ہلاک

میکسیکو میں خواتین پر تشدد کے خلاف نکالے جانے والے ایک مارچ پر فائرنگ کے واقعے میں کم ازکم تین افراد ہلاک ہوگئے ہیں۔ یہ واقعہ میکسیکو کے شہر گوانماس میں پیش آیا۔ بتایا گیا ہے کہ ہلاک شدگان میں دو مرد اور ایک خاتون شامل ہے۔ ہلاک ہونے والے مرد مقامی میئر کارلا کوردوا کے محافظ تھے۔
واضح رہے کہ میکسیکو کے مختلف شہروں میں خواتین کے خلاف گھریلو تشدد کے خاتمے کے لیے مارچ جاری ہیں اور گوانماس شہر میں منعقدہ یہ ریلی بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی تھی۔(dw.com)

تعلیم و روزگار

حکومت ہند کی طرف سے منعقدہ اسٹڈی ٹور میں جامعہ ملیہ کے دو طلبہ منتخب

جامعہ ملیہ اسلامیہ کے دو طالب علموں محمد واصل اسرار (پی ایچ ڈی، ٹورزم اینڈ ہاسپٹالیٹی) اور دیویش ٹھاکر (بیچلر آف ٹورزم اینڈ ٹریول مینجمنٹ) کو وزارت سیاحت، حکومت ہند کی جانب سے کوہیما، ناگالینڈ میں اسٹڈی ٹور میں شرکت کے لیے ہندوستان کے پچاس طلبہ میں سے منتخب کیا گیا ہے۔ طلبہ کا یہ انتخاب گزشتہ ہم نصابی سرگرمیوں اور پروگراموں میں ان کی شرکت کے پیش نظر وزارت سیاحت اور ایسوسی ایشن آف انڈین یونیورسٹیز کے طے کردہ معیارات کی بنیاد پر ہوا ہے۔ پروگرام مورخہ ۲۷۔۲۹ر نومبر ۲۰۲۱ء کو انٹرنیشنل ٹورزم مارٹ اور ناگالینڈ کی ہورنبل فیسٹول ۲۰۲۱ء کے ساتھ منعقد ہوگا۔ یہ پروگرام وزارت سیاحت، حکومت ہند اور ناگالینڈ کی سرکار منعقد کررہی ہے۔ اس پروگرام میں آٹھ ریاستی نمائندوں کے علاوہ ممتاز شخصیات اور اے ڈی جی ٹورزم شریک ہوں گے۔ پروگرام میں ناگالینڈ کے وزیر اعلی کی رہائش گاہ پر عشائیہ اور تہذیبی وثقافتی پروگرام کے ساتھ کساما ورثہ گاؤں، کسما جنگ میموریل اور مورنگس کے دورے شامل ہیں۔ اس کے علاوہ بی ٹو بی میٹنگ اور سیاحت پر ایک پینل مباحثہ بھی منعقد ہوگا۔ سارہ حسین، صدر شعبہ سیاحت، جامعہ ملیہ اسلامیہ نے اس موقع پر کہا کہ طلبہ شعبہ سیاحت میں مثبت تعاون کی شدید خواہش رکھتے ہیں۔ ہماری تدریس وآموزش کا مقصد ''کر کے سیکھنا'' ہے۔ یہ امر ہمارے لیے باعث افتخار ہے کہ ہمارے طلبہ اسٹڈی ٹور کے لیے ملک کے پچاس طلبہ میں سے منتخب ہوئے ہیں۔(ایجنسی)

یوپی اردو اکادمی شروع کرے گی کریش کورسز، بے روزگار نوجوانوں اور طلبہ و طالبات کے حق میں بہتر قدم

لکھنؤ اتر پردیش اردو اکادمی نے اہم اور خصوصی اقدامات کرتے ہوئے کچھ نئے منصوبوں کا آغاز کیا ہے، جس میں مختلف مقابلہ جاتی اور روزگار حاصل کرنے والے امتحانوں کی تیاری کے لیے کریش کورسز اور کوچنگ شامل ہیں۔ واضح رہے کہ اتر پردیش اردو اکادمی کی جانب سے اس وقت کئی اہم اسکیمیں چلائی جارہی ہیں جنمیں، اردو آئی اے ایس کوچنگ سینٹر، کمپیوٹر سنٹر، مختلف اصناف پر مشتمل مسودات کی اشاعت، وظائف کی تقسیم، سیمیناروں، مشاعروں ڈراموں اور مذاکروں کا اہتمام وغیرہ، اب ان کریش کورسز کے ذریعہ اکادمی بے روزگار نوجوانوں کو مختلف زمروں کے مسابقتی امتحانات کے لیے مفت کوچنگ فراہم کرے گی، امید ہے کہ مستقبل کی تلاش میں سرگرداں بے روزگاروں کے حق میں یہ بہتر قدم ثابت ہوگا۔

۲۶ر نومبر یوم آئین؛ جانیں کچھ دستور ہند کے بارے میں

آزاد ہندوستان کی تاریخ میں ۲۶ر نومبر کا دن بہت اہمیت رکھتا ہے، اسی دن ۲۶ر نومبر ۱۹۴۹ء کو آئین کمیٹی نے آئین ہند کو قبول کیا تھا، اس لیے ہر سال اس دن کو یوم آئین (Constitution Day) کے طور پر منایا جاتا ہے۔ حالانکہ آئین ہند کا نفاذ ۲۶ر جنوری ۱۹۵۰ء سے ہوا، جس دن کو یوم جمہوریہ کے طور پر منایا جاتا ہے۔
خیال رہے کہ آزادی کے بعد ڈاکٹر بھیم راؤ امبیڈکر کی صدارت میں ایک آئین کمیٹی تشکیل دی گئی تھی، جس کو آئین کا مسودہ تیار کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی تھی۔ اس کمیٹی نے ۱۹۴۸ء میں مسودہ پورا کر کے پیش کیا، اس کے بعد کچھ ترمیمات کے بعد ۲۶ر نومبر ۱۹۴۹ء کو اسے قبول کیا گیا۔ آئین کا یہ مسودہ ہاتھ سے لکھا گیا تھا، اور اس میں دو سال گیارہ مہینے اور اٹھارہ دن کا وقت لگا تھا۔ آئین ہند کو امریکہ، جرمنی، آئرلینڈ، برطانیہ، آسٹریلیا، کینیڈا اور جاپان کے آئین کی مدد سے بنایا گیا تھا۔

ماہ دسمبر میں امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب کی مختلف اجلاس میں شرکت اور کئی اہم منصوبوں کا افتتاح

امیر شریعت بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب دامت برکاتہم دسمبر ۲۰۲۱ء کے اوائل میں بہار کے مختلف اضلاع میں ہونے والے کئی اہم اجلاس اور کانفرنسوں میں شرکت فرمائیں گے اور ان کے ہاتھوں کئی اہم منصوبوں کا بھی افتتاح عمل میں آئے گا۔ دفتر نظامت امارت شرعیہ سے موصول اطلاع کے مطابق خانقاہ رحمانی مونگیر کے سالانہ فاتحہ اور اجلاس دستار بندی علماء وحفاظ کرام جامعہ رحمانی منعقدہ ۲۷ر نومبر ۲۰۲۱ء کے بعد یکم دسمبر ۲۰۲۱ء کو نوادہ میں ایک جلسہ استقبالیہ اور تعلیمی بیداری کانفرنس میں شرکت کریں گے، یہ اجلاس حضرت امیر شریعت کی صدارت میں مومن ہائی اسکول نزد مدرسہ عظمتیہ، انصار نگر نوادہ کے میدان میں صبح دس بجے سے منعقد ہوگا۔ اجلاس کی سرپرستی مدرسہ عظمتیہ کے مہتمم، امارت شرعیہ کے رکن شوریٰ اور تعلیمی مشاورتی کمیٹی امارت شرعیہ ضلع نوادہ کے صدر جناب الحاج قاری شعیب احمد صاحب فرمائیں گے، اجلاس میں شرکت کرنے والے دیگر علماء کرام ودانشوران میں حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی نائب امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ، جناب مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب قائم مقام ناظم امارت شرعیہ، جناب مولانا منصور عالم قاسمی قاضی شریعت ضلع نالندہ ونوادہ اور انجینئر حامد ولی فہد رحمانی صاحب سی ای او رحمانی تھرٹی پٹنہ کے نام اہم ہیں۔
اس کے بعد حضرت امیر شریعت مدظلہ کی شرکت مغربی چمپارن کی تاریخی سرزمین پر مورخہ ۲ر اور ۳ر دسمبر ۲۰۲۱ء کو ہونے والے پیغام امارت شرعیہ کانفرنس میں ہوگی، یہاں ۲ر دسمبر کو بعد نماز مغرب یتیم خانہ بدریہ، بتیا، ضلع مغربی چمپارن میں اجلاس عام ہوگا جبکہ ۳ر دسمبر روز جمعہ کو صبح ۹ر بجے سے ۱۲ر بجے دن تک جامعہ رحمانیہ ہاتھی خانہ، بتیا میں تنظیم امارت شرعیہ کے ضلع، بلاک اور پنچایت سطح کے ذمہ داروں اور دیگر دانشوران کے ساتھ حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم کا خصوصی مذاکرہ ہوگا۔ ان دونوں اجلاس کی صدارت بھی حضرت امیر شریعت مدظلہ فرمائیں گے۔ اجلاس میں حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی نائب امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ، جناب مولانا محمد انظار عالم قاسمی قاضی شریعت امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ اور جناب مولانا مفتی محمد سہراب ندوی صاحب نائب ناظم امارت شرعیہ کے خصوصی خطاب ہوں گے، ان علماء کرام کے علاوہ مقامی علماء ودانشوران اور ائمہ کرام کی بڑی تعداد کے شریک ہونے کی توقع ہے۔ ۴ر دسمبر کو آپ کی شرکت کانفرنس ہال ڈان باسکو اسکول، بی بی پاکر، ضلع دربھنگہ میں بعد نماز مغرب منعقد خصوصی استقبالیہ وتعلیمی بیداری اجلاس میں ہوگی اجلاس کے کنوینر مولانا مفتی ارشد علی رحمانی قاضی شریعت دار القضاء امارت شرعیہ مہدولی، ضلع دربھنگہ ہیں۔ اجلاس میں حضرت امیر شریعت کے علاوہ امارت شرعیہ کے دیگر ذمہ داران اور مقامی علماء ودانشوران کی شرکت بھی ہوگی۔ ۶ر دسمبر ۲۰۲۱ کو حضرت امیر شریعت مدظلہ کی شرکت محرم پور ضلع سوپول میں منعقد جلسۂ استقبالیہ میں ہوگی۔ یہاں ۶ر دسمبر کو بعد نماز مغرب محرم پور ہاٹ میں حضرت کی صدارت میں جلسۂ عام ہوگا، جبکہ ۷ر دسمبر کو دن میں گیارہ بجے جامع مسجد سوپول میں حضرت امیر شریعت کی صدارت میں اجلاس عام کا انعقاد ہوگا۔
اجلاس میں شریک ہونے والے دیگر علماء کرام ودانشوران میں جناب فہد رحمانی صاحب، جناب مولانا محمد انظار عالم قاسمی، جناب مولانا مفتی محمد سہراب ندوی، جناب مولانا جمیل احمد مظاہری استاذ حدیث جامعہ رحمانی مونگیر، جناب مولانا شمیم اکرم رحمانی معاون قاضی شریعت امارت شرعیہ، مولانا منظر قاسمی فاضل جامعہ رحمانی مونگیر، جناب مولانا عبد العظیم رحمانی استاذ جامعہ رحمانی مونگیر، جناب مولانا محمد عارف رحمانی ناظم جامعہ رحمانی مونگیر، جناب مولانا محمد جوہر نیازی استاذ جامعہ رحمانی کے نام اہم ہیں۔ اجلاس کے بعد حضرت امیر شریعت مدظلہ العالی کے ہاتھوں امارت شرعیہ کے خودکفیل نظام مکاتب کے تحت مکتب ولی کا افتتاح بھی ہوگا۔
اس کے بعد حضرت امیر شریعت مدظلہ کے زیر صدارت ایک عظیم الشان تعلیمی بیداری کانفرنس ۸ر دسمبر ۲۰۲۱ء کو جامع مسجد میر ٹولہ، سہرسہ میں منعقد ہوگا، اس اجلاس میں حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی نائب امیر شریعت بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ، مولانا مفتی انظار عالم قاسمی قاضی شریعت امارت شرعیہ، مفتی سہراب ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ، مفتی امارت شرعیہ سعید الرحمن قاسمی صاحب بھی شریک ہوں گے، ضلع تنظیم امارت شرعیہ ضلع سہرسہ کے زیر اہتمام اس تعلیمی بیداری کانفرنس میں حضرت امیر شریعت اور دیگر علماء کرام کا پرمغز خطاب ہوگا، اس موقع پر دار القضا امارت شرعیہ مصطفی نگر سہرسہ میں بعد نماز عصر حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم کے ہاتھوں **''امارت ایلتھ کلینک''** کا افتتاح بھی عمل میں آئے گا، ان سبھی جگہوں میں حضرت امیر شریعت کی آمد کا لوگ بے صبری سے انتظار کررہے ہیں اور پرزور استقبال کی تیاری چل رہی ہے، نیز تنظیم امارت شرعیہ کے ضلعی ذمہ داران وارکین مجلس استقبالیہ ان پروگراموں کو کامیاب بنانے کے لئے روز وشب محنتیں کررہے ہیں۔ امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے ان سبھی پروگراموں کی اہمیت کے پیش نظر لوگوں سے اپیل کی ہے کہ وہ پروگراموں میں شرکت کریں اور امیر شریعت کے پرمغز و بصیرت افروز خطاب سے محظوظ ہوں۔

Scanned with CamScanner

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

ضلع مونگیر و لکھی سرائے میں وفد امارت شرعیہ کا دعوتی دورہ اختتام پذیر

امارت شرعیہ کے ایک موقر وفد کا دعوتی دورہ و زیر قیادت جناب مولانا مفتی محمد سہراب ندوی قاسمی صاحب نائب ناظم امارت شرعیہ ۱۷رنومبر سے شروع ہوا، وفد کا پہلا پروگرام ہلدی مولا نگر لکھی سرائے میں منعقد ہوا، یہ موقر وفد جب آبادی میں پہونچا تو آبادی کے علماء، ائمہ، نوجوانان اور عام مسلمانوں نے وفد کا والہانہ استقبال کیا، پروگرام کا انعقاد آبادی کی وسیع جامع مسجد میں ہوا، ۱۸رنومبر کو دوسرا پروگرام میدی چوکی کی جامع مسجد اور تیسرا پروگرام مانگڑھ میں منعقد ہوا، ان تمام مقامات پر آبادی کے مسلمانوں نے بڑی تعداد میں شرکت کی اور وفد کے پیغام کو سنا، وفد کے قائد مفتی محمد سہراب ندوی صاحب نے اپنے مختلف بیانات میں کہا کہ یہ دعوتی وفد حضرت امیر شریعت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی مدظلہ کی ہدایت کے مطابق ضلع لکھی سرائے اور مونگیر کے دورہ پر آیا ہے، اس دورہ کا مقصد دعوتی نقطۂ نظر سے مسلم آبادیوں میں دینی تعلیمی اور اصلاحی بیداری پیدا کرنا اور وقت وحالات کے اعتبار سے انہیں بہتر مستقبل کی تعمیر کی طرف متوجہ کرنا ہے، خطاب میں خاص طور پر امارت شرعیہ کی وسیع خدمات اور جامع منصوبوں کا تعارف کرایا گیا اور کہا گیا کہ موجودہ امیر شریعت مدظلہ کی سربراہی میں امارت شرعیہ پوری سرگرمی کے ساتھ ترقی کی راہ پر گامزن ہیں، انہوں نے تنظیم، تعلیم، تبلیغ اور خدمت خلق جیسے کاموں کی اہمیت پر روشنی ڈالی اور اس سلسلہ میں امیر شریعت کے پیغامات سے واقف کرایا، موجودہ وقت میں امارت شرعیہ کی طرف سے دینی مکاتب کے قیام کی جو کوششیں جاری ہیں اور اسکولوں کے معیاری نظام کو قائم کرنے پر جو توجہ دی جارہی ہے اس میں حصہ لینے کی اپیل کی۔ حاضرین نے ہر جگہ اطاعت امیر کے جذبہ کے ساتھ ان پیغامات کو عمل میں لانے کا عہد کیا، اسی طرح نائب ناظم صاحب نے ۲۱رنومبر کو نیا گاؤں مونگیر کی جامع مسجد میں منعقد ایک بڑے اجتماع کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ: نوجوان ملت کا قیمتی اثاثہ ہیں، موجودہ وقت میں مسلم نوجوانوں کے اندر فیشن پرستی، مغربیت پسندی اور دین سے دوری کا جو رجحان بڑھ رہا ہے، وہ خطرناک بھی ہے اور تشویشناک بھی، ضرورت ہے کہ نئی نسل کی دینی واخلاقی تربیت پر پوری توجہ دی جائے اور نوجوانوں میں دین وایمان اور مذہبی تمدن وتہذیب سے محبت کے رجحان کو عام کیا جائے، اس وقت نشہ خوری، جوابازی، وقت کی بربادی، موبائل بینی اور فحاشی و بے دینی کی جو تصویر معاشرے میں دیکھنے کو مل رہی ہے اس میں بڑی شرکت نوجوانوں کی ہے، امارت شرعیہ کا یہ دعوتی قافلہ سماج کے ذمہ داروں، گھر کے گارجینوں اور علماء وائمہ کرام کو متوجہ کرتا ہے کہ وہ نوجوانوں کے دین وایمان کی فکر کریں اور پوری ذمہ داری کے ساتھ ان کی اخلاقی تربیت پر توجہ دیں۔ اگر معاشرے کے نوجوان دینی اعتبار سے بیدار ہو گئے تو معاشرے کو دینی رنگ میں رنگنے سے کوئی روک نہیں سکتا۔ وفد میں شریک جناب مولانا شمیم اکرم رحمانی صاحب نے امارت شرعیہ کے نظام قضاء کی اہمیت وافادیت پر گفتگو کی اور کہا کہ موجودہ امیر شریعت مدظلہ کی کوشش ہے کہ اس نظام کو زیادہ سے زیادہ وسعت دیا جائے، تاکہ لوگوں کے لئے معاملات کا حل آسانی کے ساتھ قرآن وحدیث کی روشنی میں ہو سکے اور قوم سرکاری عدالتوں کی پریشانیوں سے بچ سکے۔ قاضی شریعت مونگیر مولانا رضی احمد ندوی صاحب نے اپنے بیان میں دین کی بنیادی تعلیم کی ضرورت اور معیاری عصری تعلیم کی اہمیت کو موضوع سخن بنایا اور انہوں نے کہا کہ اس وقت مسلمان بچوں کی دینی تعلیم کے سلسلہ میں جس بے حسی کا شکار ہیں وہ بہت ہی افسوسناک ہے، ضرورت ہے کہ ہر مسجد کو مکتب کے نظام سے جوڑا جائے اور معیاری تعلیم کے لئے معیاری کوچنگ سنٹرس اور اسکول قائم کئے جائیں۔ وفد کے رکن مفتی محمد احمد صاحب استاذ جامعہ رحمانی مونگیر نے اپنے اصلاحی بیان میں مختلف سماجی برائیوں خاص طور پر نکاح میں فضول خرچی، بے جا طلاق اور کاروبار میں بددیانتی جیسے پہلوؤں پر روشنی ڈالی اور کہا کہ اس وفد کے آنے کا ایک اہم مقصد آپ سب کے اندر اصلاحی ودینی بیداری پیدا کرنا ہے۔ جناب مولانا شعیب عالم قاسمی صاحب مبلغ امارت شرعیہ نے پروگراموں میں نظامت کی ذمہ داری نبھائی، حافظ عبدالحق مبلغ امارت شرعیہ نے اجلاس کا نظم وضبط سنبھالا، ان پروگراموں سے ہر جگہ بیداری کا نیا احساس پیدا ہو رہا ہے، وفد کے ذریعہ مسلم آبادیوں کی دینی، سماجی اور تعلیمی صورت حال کا سروے بھی کیا جارہا ہے۔ ۱۹رنومبر جمعہ کو شہر مونگیر کی اٹھارہ مساجد میں علماء کرام نے امارت شرعیہ اور وفد کی آمد کی غرض وغایت پر گفتگو کی اور کہا کہ حضرت امیر شریعت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی کی ہدایت پر یہ وفد مونگیر ضلع پہونچا ہے، ضرورت ہے کہ وفد کا والہانہ استقبال کیا جائے اور وفد کے پیغام کو دل کے کانوں سے سنا جائے۔ ۲۰رنومبر کو دن کا پروگرام پرہم ومرزاپور بردہ اور رات کا پروگرام جامع مسجد صدر بازار جمال پور میں منعقد ہوا، جس میں بڑی تعداد میں لوگوں نے شرکت کی اور دیر تک پیغام کو سنا اور عمل کا عہد کیا۔ واضح رہے کہ وفد کا یہ دعوتی دورہ ۱۷رنومبر سے ۲۶رنومبر تک جاری رہا۔

۴ردسمبر کو موتیہاری ضلع مشرقی چمپارن اور ۵ردسمبر کو بسہریا ہاٹ ضلع ارریہ میں دارالقضاء کا قیام

امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کی طرف سے بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے متعدد اضلاع میں ستر ذیلی دارالقضاء قائم ہیں اور حسب ضرورت نئے مقامات پر قائم کرنے کا سلسلہ جاری ہے، اس سلسلہ میں ۴ردسمبر کو مدرسہ خدیجۃ الکبریٰ للبنات نکچھید ٹولہ موتیہاری اور ۵ردسمبر کو بیرنگر بسہریا ضلع ارریہ میں دارالقضاء قائم ہو رہا ہے، اس موقع پر ایک عظیم الشان اجلاس کے انعقاد کا بھی اہتمام کیا گیا ہے، جس کی صدارت مفکر ملت امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی مدظلہ فرمائیں گے اور مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی نائب امیر شریعت امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ واستاذ حدیث دارالعلوم وقف دیوبند، مولانا محمد انظار عالم قاسمی قاضی شریعت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ، مولانا سہیل احمد ندوی صاحب نائب ناظم امارت شرعیہ، مولانا مفتی محمد سہراب ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ، مولانا مفتی ریاض احمد قاسمی استاذ جامعہ رحمانی مونگیر، مولانا اطہر جاوید صاحب قاضی شریعت ڈھاکہ، مولانا محمد ارشد قاسمی صاحب قاضی شریعت مادھو پارہ پورنیہ، مولانا محمد عتیق اللہ رحمانی صاحب قاضی شریعت گاچھی ٹولہ ارریہ نظام قضاء اور اصلاح معاشرہ ودیگر موضوعات پر خطاب فرمائیں گے۔ واضح رہے کہ بسہریا ہاٹ ضلع ارریہ میں دارالقضاء کے قیام کے ساتھ ایک مکتب اور سلائی سنٹر کا بھی افتتاح ہوگا۔ لہذا تمام مسلمانوں سے عموماً اور ضلع ارریہ وموتیہاری مشرقی چمپارن کے علماء، ائمہ، دانشوران، حضرات نقباء اور عوام وخواص سے خصوصاً گذارش ہے کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں شریک اجلاس ہوکر علماء کرام کے خطاب سے فائدہ اٹھائیں اور نظام قضاء کو استحکام بخشیں۔

مذہب اسلام پوری دنیا کیلئے تعلیم اور مذہبی رواداری کا نمائندہ: احمد حسین قاسمی

ملک کی عظیم اور سو سالہ قدیم ادارہ امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ اپنی متعلقہ ریاستوں کے تمام مسلمانوں کو اول دن سے کلمہ واحدہ کی بنیاد پر متحد رکھنے کی کوشش کرتی آرہی ہے، جس عظیم مقصد کی تکمیل کے لئے شروع سے ہی وفد کی شکل میں امارت شرعیہ کے ذمہ داران وعلماء کرام بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کے تمام اضلاع کا دورہ کرتے آئے ہیں، جس کے ذریعہ مسلم آبادیوں میں قریہ قریہ بستی بستی امارت شرعیہ کے پیغام وحدت اور اتحاد واتفاق کی دعوت کو عام کیا جاتا ہے، ہر قسم کے انتشار واختلاف سے بچنے کی تلقین کی جاتی ہے، امارت شرعیہ کی شرعی ودینی حیثیت بیان کی جاتی ہے، اور ایک امیر شریعت کے ماتحت اجتماعی زندگی گزارنے کی دعوت دی جاتی ہے، اسلام کے اجتماعی نظام کی خوبیوں اور اس کی شرعی اہمیت وضرورت سے ہر چھوٹی بڑی آبادی کو آگاہ کیا جاتا ہے، اسلام کے نظام عدل اور دارالقضاء کی شرعی حیثیت کو اجاگر کیا جاتا ہے، اسی کے ساتھ نکاح طلاق وراثت اور عائلی معاملات کے حل کیلیے امارت شرعیہ دارالقضاء سے رجوع کرنے کی تاکید کی جاتی ہے، دوسری جانب حقوق والدین اور حقوق زوجیت پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کیساتھ برادران وطن کیساتھ مذہبی رواداری اور حسن سلوک کی اسلامی تعلیمات پر بھی تفصیلی خطاب ہوتا ہے۔ مختلف مواضعات کی مسجدوں میں تعلیم کی اہمیت اور موجودہ وقت میں مسلمانوں کی ذمہ داریاں جیسے عنوان پر بیانات ہوتے ہیں اور جس آبادی میں مسلمانوں کے درمیان باہمی اختلافات ہوتے ہیں انہیں رفع کرنے کی عملی کوشش بھی دورہ وفد کا ایک خاص مقصد ہے۔ مکاتب دینیہ کے قیام اور نئی نسل کی اسلامی تربیت پر زور دیا جاتا ہے، اسی طرح ہر آبادی کا تعلیمی ومعاشرتی سروے کرنیکے ساتھ مکاتب ومدارس اور مساجد کے اعداد وشمار بھی حاصل کیے جاتے ہیں مسلم بچے بچیوں کے دین وایمان کے تحفظ کیلیے متولیان مساجد سے مکتب کے قیام کی درخواست کی جاتی ہے اور اس کے دینی واسلامی فوائد کے ساتھ اس کے نہ ہونے کے نقصانات سے بھی عام وخاص کو باخبر کیا جاتا ہے، ملک کی بدلتی صورت حال میں مسلمانوں کی حکمت عملی کیا ہونی چاہیے اور کرنے کے بنیادی وترجیحی کیا کام ہیں؟ ان حقائق پر بھی عوام وخواص کے درمیان باتیں رکھی جاتی ہیں۔ انہیں اغراض ومقاصد کے تحت حضرت امیر شریعت مولانا سید احمد ولی فیصل رحمانی مدظلہ العالی نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ حالات کے پیش نظر امسال تینوں ریاستوں میں زیادہ سے زیادہ اصلاحی ودعوتی دورے کیے جائیں اور اس کے ذریعہ مسلمانوں میں دینی وتعلیمی بیداری پیدا کی جائے، امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کے پلیٹ فارم سے ہر فرد اور ہر گھر تک دعوت دین تعلیم اور اصلاحی پیغام پہنچایا جائے، چناں چہ ایک جانب ضلع مونگیر میں ایک وفد جناب مولانا ومفتی سہراب ندوی صاحب نائب ناظم امارت شرعیہ کی قیادت میں؛ تو دوسرا وفد مولانا احمد حسین قاسمی مدنی معاون ناظم امارت شرعیہ کی زیر قیادت دریائے گنگا کے ساحلی کنارے پر ضلع بھاگلپور کے نوگچھیا بلاک کی مختلف مسلم آبادیوں میں مورخہ 18 / نومبر سے اصلاحی ودعوتی دورہ میں مصروف ہے، امارت شرعیہ کیقائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی اس دورے کی کامیابی کیلیے کافی فکرمند ہیں۔ نوگچھیا بلاک میں بیہ پور ملکی، بلبا برہنہ، نارائن پور، جھنڈے پور، چک پیارے، بھمن گاواں، میر جعفری، بنولیہ ننکار، نگڑا ٹولی، دھرب گنج جمونیاں، مغربی گھراری، کھریک بازار اور عثمان پور ودیگر بستیوں میں ہر مسجد سے دینی پیغام پہنچایا جارہا ہے ماشاء اللہ تمام مقامات پر وفد امارت شرعیہ کا والہانہ استقبال کیا جارہا ہے اور بڑی تعداد میں مسلمان جمع ہوکر امارت شرعیہ کے دینی پیغام کو سن رہے ہیں اور اس کی دعوت پر لبیک کہہ رہے ہیں۔ اس وفد کو ترتیب دینے والے علماء کرام میں امارت شرعیہ کے قدیم مبلغ مولانا ارشاد رحمانی مولانا زین الحق قاسمی اور مولانا مزمل حسین قاسمی کے نام شامل ہیں شرکاء وفد میں امارت شرعیہ دارالافتاء کے نائب مفتی مولانا مفتی احتکام الحق قاسمی اور معاون قاضی شریعت مفتی مجیب الرحمٰن قاسمی بھاگلپوری اور قاضی شریعت بھاگلپور وبانکا مفتی خورشید قاسمی کے نام اہم ہیں۔

ضلع کوڈرما میں امارت شرعیہ کے علماء کا دورۂ وفد 29 نومبر سے 3 دسمبر تک

ضلع کوڈرما (جھارکھنڈ) میں وفد امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا دعوتی واصلاحی دورہ ۲۹رنومبر سے ۳ردسمبر ۲۰۲۱ء تک ہوگا۔ اس وفد کی قیادت جناب مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی صاحب نائب ناظم امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ پھلواری شریف پٹنہ کریں گے۔ مندرجہ ذیل علماء کرام شریک وفد ہوں گے۔ (۱) مولانا قمر انیس قاسمی صاحب معاون ناظم امارت شرعیہ (۲) مولانا مفتی محمد انور قاسمی صاحب، قاضی شریعت دارالقضاء امارت شرعیہ رانچی (جھارکھنڈ) (۳) مولانا مفتی محمد نسیم صاحب قاسمی قاضی شریعت دارالقضاء کوڈرما (جھارکھنڈ) (۴) جناب حافظ محمد شہاب الدین صاحب مبلغ امارت شرعیہ (۵) مولانا عبدالجبار حسامی صاحب مبلغ امارت شرعیہ (۶) جناب مولوی ممتاز احمد صاحب انچارج مکتبہ امارت شرعیہ۔

پروگرام دورۂ وفد امارت شرعیہ۔ ضلع کوڈرما (جھارکھنڈ)

نمبر شمار	تاریخ	دن	پروگرام دن۔ بعد نماز ظہر	پروگرام شب۔ بعد نماز مغرب	ملحقہ مواضعات
۱	۲۹رنومبر ۲۰۲۱ء	سوموار	شمس ہریہ جامتاڑا	مدرسہ تجوید القرآن جامع مسجد بارہ ٹانڈ	سمراتری، جان پور، پسکی، ہریا تو اڈیہہ، ڈوربا کولا وغیرہ
۲	۳۰رنومبر ۲۰۲۱ء	منگل	پرتاپور	مدرسہ بشیر العلوم آزاد نگر جلوہ آباد	کٹھاڈیہہ، کھسکری، بے نگر، گمرآباد، سانتھ، چپال، گوگھر، ڈومچانچ، چچائی، جارہ ڈیہہ، چھتر برمارہ ٹولہ، پانڈے ڈیہہ، جھمری تلیا، حسن آباد وغیرہ
۳	۱ردسمبر ۲۰۲۱ء	بدھ	کریاواں (بعد نماز مغرب)	تمائی	تمائی، دھری ڈیہہ، کنڈا گوگھر، بھنڈارو، بجگاواں، بیسوڈیہہ، چک جواڑ، بیلاو وغیرہ
۴	۲ردسمبر ۲۰۲۱ء	جمعرات	جامع مسجد پچھنڈیہہ	نادکری	بھوجپور، دوبھی اہری، تکیا مارن، کربلا نگر، مرچو، دسارو، بگزو، بارہ مسیا، برجامود، بگری ڈیہہ، اسلام پور کھرکھار، پہاڑپور، پیسرا، گرنڈی بیکھ

پروفیسر معین الدین خان فلاحی کی اہلیہ کا انتقال، مفتی سعید الرحمٰن قاسمی کا اظہار تعزیت

پروفیسر معین الدین خان فلاحی وائس پرنسپل پونا کالج پونہ وسکریٹری تدبیر فاؤنڈیشن کی اہلیہ کا انتقال ۲۵رنومبر ۲۰۲۱ء روز جمعرات کو بوقت پانچ بجے صبح ہوگیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون! مرحومہ نیک صالحہ، مہمان نواز، صوم وصلوٰۃ کی پابند خاتون تھیں، ان کے انتقال پر اظہار تعزیت کرتے ہوئے امارت شرعیہ کے مفتی جناب مولانا مفتی سعید الرحمٰن قاسمی صاحب نے کہا کہ مرحومہ کا انتقال میرے لیے ذاتی حادثہ ہے، مرحومہ بہت ہی شریف، نیک اور پارسا خاتون تھیں اور ایک صالحہ خاتون کے جو اوصاف ہونے چاہئیں وہ سب ان میں موجود تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے، انہیں اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ قارئین نقیب سے بھی دعاء مغفرت کی درخواست ہے۔

Scanned with CamScanner

ہندوستان نے اچھے قلم دوات بنانا کیسے سیکھا

ابھیلیش گور (ٹائمس آف انڈیا 25/ نومبر 2021ء) ترجمہ: محمد عادل فریدی

یہ ۱۹۶۱ء کے موسم گرما کا زمانہ تھا، ہندوستانی حکومت کو یونائیٹڈ اسٹیٹس آف امریکہ سے آنے والے ایک ایکسپرٹ کا انتظار تھا۔ نہیں یہ کوئی ماہر زراعت سائنسداں نہیں تھا، نہ یہ کوئی ماہر موسمیات تھا۔ بلکہ یہ فاؤنٹین پین انڈسٹریز کا ماہر تھا۔ ۱۹۵۸ء میں ہندوستان نے بیرون ملک سے فاؤنٹین پین (روشنائی والے قلم) کی درآمد بالکل بند کردی تھی، اور ۱۹۶۰ء تک بڑی گھریلو کمپنیوں میں قلم کی صنعت ۱۲ر ملین تک پہونچ گئی تھی جبکہ چھوٹی انڈسٹریز میں اس کی پیداوار دس ملین تھی۔ ہم اپنی ضرورت کے بقدر قلم بنانے لگے تھے۔ (حالانکہ نب صد فیصد درآمد ہی کیے جاتے تھے) ضرورت کے بقدر تعداد تو پہونچ گئی تھی، لیکن ابھی تک ہندوستانی کمپنیوں میں معیاری قلم بننا شروع نہیں ہوئے تھے۔ اسی لیے ۱۹۶۱ء میں ہندوستان نے یو ایس سے رابطہ کیا کہ وہاں سے کوئی کوالٹی کنٹرول اکسپرٹ بھیجا جائے، جو ہندوستانی قلم کی صنعت کو معیاری بنانے میں حکومت ہند کی مدد کر سکے۔

ابھی یہ سننے میں تعجب خیز لگتا ہے کہ وہ ملک جو آسانی سے پوری دنیا کے سیٹیلائٹس کو خلا میں بھیجتا ہے، نصف صدی پہلے یہاں ایک اچھا قلم بھی نہیں بنتا تھا۔ لیکن یہ ہندوستان کی قدم بہ قدم آگے بڑھنے کی کہانی ہے۔ قلم کو تو بھول جائیے آزادی کے بعد کے ابتدائی دس سالوں تک تو ہندوستان کو اچھی روشنائی بنانے میں بھی بیرونی کمپنیوں کی مدد لینی پڑتی تھی۔ آزادی کے دس سال بعد ۱۹۵۷ء میں ہندوستان میں بیرون ملک سے روشنائی درآمد کرنے پر پابندی لگادی گئی انہیں وجوہات کی بنا پر جس کی وجہ سے غیر ملکی کاروں کے ہندوستان میں آنے پر پابندی لگی تھی۔ ہم اس وقت ہر شعبۂ حیات میں خود کفیل ہونا چاہتے تھے اور بیش قیمت غیر ملکی زر مبادلہ کو بچانے کی آرزو رکھتے تھے۔

۱۹۵۷ء میں ہندوستان ساڑھے تین ملین دواتوں کے ڈبے بنانے کا اہل ہو چکا تھا، ہر ڈبے میں دو اونس کے ایک درجن دوات ہوتے تھے، حالانکہ اس وقت مانگ صرف صفر اعشاریہ نو ملین ڈبوں کی ہی تھی۔ لیکن پھر بھی ہندوستانی بازار غیر ملکی برانڈ کی روشنائیوں سے بھرے ہوئے تھے اور انہوں نے ہندوستانی برانڈوں کو پیچھے چھوڑ رکھا تھا۔ پائلٹ، واٹرمین، کوئینک، اسٹیفنس اور سوان، پانچ مشہور غیر ملکی روشنائی کے برانڈ تھے جنہوں نے ہندستانی بازاروں پر اپنی دھاک جمائی ہوئی تھی اور ان کمپنیوں کی روشنائی ہندوستانی بازاروں میں دھڑلے سے خریدی اور بیچی جاتی تھی۔ ان پانچوں میں سے کوئینک اور پائیلٹ کی مساوی حصہ داری تھی، باقی تین کمپنیاں تکنیکی معاون کا رول ادا کرتی تھیں۔ اس وقت ہندوستان کے گھریلو برانڈ میں کیمل، سولیکھا، ہریہر اور ٹلک مشہور تھے۔

ہندوستان کی سبھی روشنائی فیکٹریاں اپنے خام مال مثلاً میتھلین، بلو رنگ وغیرہ بیرون ملک سے برآمد کرتی تھیں، اس کے ساتھ ساتھ تکنیکی تعاون بھی بیرونی کمپنیوں سے لیتی تھیں۔ اب فاؤنٹین پین کی طرف لوٹتے ہیں، ہندوستان فاؤنٹین پین یو ایس، برطانیہ، آسٹریلیا، مغربی جرمنی، فرانس اور جاپان وغیرہ سے درآمد کیا کرتا تھا۔ لیکن گھریلو صنعتوں کی حوصلہ افزائی کے لیے حکومت نے فیصلہ کیا کہ ۲۵/روپے سے کم قیمت کا قلم درآمد نہیں کیا جائے گا۔ حکومت کے اس فیصلہ سے گھریلو صنعتوں کا فائدہ ہوا، اور ممبئی، دہلی، چنئی کولکاتا اور آندھرا پردیش کے راجمندری میں فاؤنٹین پین کی نئی فیکٹریاں قائم ہوئیں۔ ۱۹۵۰ء کے وسط میں ہندوستان میں فاؤنٹین پین بنانے والی ۱۲ر مشہور کمپنیاں تھیں جس میں راج مندری میں واقع رتنام اینڈ سنس سب سے پرانی اور مشہور کمپنی تھی۔ لیکن ہندوستان کے شروعاتی کارخانوں میں بنے ہوئے قلم کی کوالٹی بہت گڑبڑ ہوتی تھی۔ اس لیے ۱۹۵۶ء میں حکومت ہند نے دیسی قلموں کے معیار کو بہتر کرنے کے لیے دو غیر ملکی کمپنیوں پائیلٹ اور واٹرمین کا تعاون حاصل کرنے کا فیصلہ کیا۔ حکومت کو امید تھی کہ غیر ملکی کمپنیوں کے اشتراک سے دیسی کارخانے بھی کم سے کم یعنی دس روپے کی قیمت میں بھی عالمی معیار کے قلم بنانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ لیکن چند ہی برسوں میں حکومت کو احساس ہوگیا کہ پوری قلم انڈسٹری کے معیار کی اصلاح کرنی ہوگی۔ اس لیے انہوں نے ۱۹۶۱ء میں یو ایس سے امریکی ٹیکنیکل اکسپرٹ کی خدمات حاصل کرنے کا فیصلہ کیا۔ بال پوائنٹ والے قلم بنانے کے کارخانے تو بہت بعد میں شروع ہوئے۔ لیکن بائرو قلم کی غیر ملکی کمپنی نے ۱۹۵۳ء میں ہی ہندوستان میں کارخانہ لگانے کی پیش کش کی تھی، لیکن اس وقت حکومت ہند نے ان کی پیش کش ٹھکرادی تھی، کیوں کہ کمپنی ۴۹ر فیصد کی حصہ داری کے ساتھ روائلٹی کا بھی بڑا حصہ مانگ رہی تھی۔ ہندوستان میں بال پوائنٹ قلم کی روشنائی بنانے کا پہلا اپرووَل ۱۹۶۲ء میں راجکوٹ گجرات کے تاجر دھیرج لال موہن لال اور اسکوٹ ڈیڈو کیلی فورنیا کی کمپنی ایم ایس فارمولیس انک کے مشترکہ کارخانہ کو دیا گیا۔ جب حکومت سے یہ پوچھا گیا کہ کیا یہ ممکن نہیں تھا کہ ہندوستان میں روشنائی بغیر غیر ملکی اشتراک کے بنائی جائے۔ حکومت کا جواب تھا کہ یہ ممکن نہیں ہے۔

آج بینک وغیرہ سفارش کرتے ہیں کہ چیک وغیرہ پر بال پوائنٹ قلم سے دستخط کیا جائے تاکہ دھوکہ دھڑی سے بچا جا سکے۔ لیکن ۱۹۶۰ء کی دہائی میں ہندوستان میں بیشتر موقعوں پر بال پوائنٹ پین کے استعمال کی اجازت نہیں تھی۔ اس وقت آپ منی آرڈر فارم بال پوائنٹ پین سے پُر کر سکتے تھے، لیکن رقم وصولنے والے کے لیے فاؤنٹین پین سے دستخط کرنا لازمی تھا۔ بل، حکومت کے چیک اور حکومت کے چیک پر تصدیقی دستخط فاؤنٹین پین سے ہی کرنا ضروری تھا۔ لیکن اس کے بعد کے سالوں میں یہ ضابطہ بالکل الٹ چکا ہے۔

ہیمٹر یمک: ایک امریکی شہر جہاں مسلمان میئر سمیت پوری مقامی انتظامیہ مسلمان اراکین پر مشتمل ہے

اگر آپ امریکی ریاست مشیگن کی ہیمٹر یمک نامی شہر کی مرکزی سڑک سے گزریں تو آپ کو ایسا احساس ہوگا گویا آپ نے ایک وقت میں ایک ساتھ دنیا بھر کی سیر کرلی ہے، آپ کو پولش ساسیج سٹور، مشرقی یورپی بیکری، یمنی ڈپارٹمنٹل اسٹور اور بنگالی کپڑوں کی دکان ساتھ ساتھ نظر آ جائیں گی، وہاں آپ کو اذان کے ساتھ چرچ کی گھنٹیاں بجتی ہوئی بھی سنائی دیں گی۔ ہیمٹر یمک اپنے ''دو مربع میل میں دنیا'' کے نعرے پر قائم ہے۔ اور وہاں پانچ مربع میل کے رقبے میں دنیا کی تقریباً تیس زبانیں بولی جاتی ہیں، رواں ماہ ۲۸ر ہزار آبادی والے اس شہر نے ایک سنگ میل عبور کیا ہے۔ ہیمٹر یمک نے مسلم میئر کا انتخاب کیا ہے اور اس کی شہری کونسل کے تمام اراکین بھی مسلمان ہیں اس کے ساتھ ہی یہ پہلا ایسا شہر بن گیا ہے جہاں امریکی مسلمانوں کی حکومت ہے۔ کبھی یہاں مسلمانوں کو امتیازی سلوک کا سامنا تھا لیکن اب مسلمان اس کثیر الثقافتی شہر کے لیے لازم و ملزوم ہیں، اور اب وہاں ان کی نصف سے زیادہ آبادی ہے۔

بہر حال اقتصادی چیلنجز اور شدید ثقافتی مباحثوں کے باوجود مختلف مذہبی اور ثقافتی پس منظر سے تعلق رکھنے والے شہریوں میں ہم آہنگی ہے، اور اسی سبب یہ شہر امریکہ میں تنوع کے لیے ایک بامعنی مطالعے کا موضوع بن گیا ہے۔ ہیمٹر یمک کی تاریخ جرمن آبادکاروں کے قصبے کے طور پر شروع ہونے سے لے کر جدید دور تک پہنچی ہے، جہاں یہ امریکہ کا پہلا مسلم اکثریتی شہر بن گیا ہے اور اس کے آثار اس کی گلیوں میں نقش ہیں۔ دکانوں کے سائن بورڈ عربی اور بنگالی میں نمایاں طور پر نظر آتے ہیں اور کہیں کڑھائی والے بنگلہ دیشی لباس دکان کے شیشے سے لبھاتے نظر آتے ہیں، تو وہیں یمن کے روایتی خنجر جمبیا بھی نظر آتے ہیں، مسلمان باشندے پیکزکی (ایک قسم کا کسٹرڈ سے بھرا پولش ڈونٹ) خریدنے کے لیے قطار میں کھڑے نظر آتے ہیں۔

ہیمٹر یمک کے مرکز میں ایک کیفے کے مالک اور بوسنیائی تارک وطن زلاٹن سعد یکووچ کا کہنا ہے کہ یہ کوئی غیر معمولی بات نہیں ہے کہ ایک ہی وقت میں آپ کچھ کو منی اسکرٹ اور ٹیٹو کے ساتھ اور کچھ کو برقعوں میں ایک ہی سڑک پر چلتے ہوئے دیکھیں۔ ڈیٹرائٹ کے قریب واقع ہیمٹر یمک کبھی امریکہ کی کاروں کی انڈسٹری کے مرکز کا حصہ تھا، جس پر جنرل موٹرز کے کارخانوں کا غلبہ تھا جس نے اپنی سرحد ''موٹر سٹی'' کے ساتھ گھیر لی تھی، پہلی کیڈیلک ایلڈورادو ۱۹۸۰ء کی دہائی میں ہیمٹر یمک سے ہی تیار ہو کر نکلی تھی۔ بیسویں صدی کے دوران یہ ''لٹل وارسا'' کے نام سے جانا جانے لگا، کیونکہ پولش تارکین وطن کارخانوں میں محنت مزدوری کے لیے یہاں آنے لگے، یہ شہر پولینڈ میں پیدا ہونے والے پوپ جان پال دوم کے ۱۹۸۷ء میں کیے جانے والے امریکی دورے کا حصہ بھی تھا۔ ۱۹۷۰ء میں شہر کی ۹۰ر فیصد آبادی پولش نژاد تھی۔ بہر حال اسی دہائی میں امریکی کاروں کی مینوفیکچرنگ میں طویل زوال کا آغاز ہوا جس کے نتیجے میں کم عمر اور امیر پولش نژاد امریکیوں نے مضافاتی علاقوں میں نقل مکانی شروع کی۔ اس تبدیلی نے ہیمٹر یمک کو مشیگن کے غریب ترین شہروں میں سے ایک بنا دیا، لیکن پھر یہاں چیزیں سستی ہونے لگی اور تارکین وطن پھر سے اسکی طرف راغب ہونے لگے۔

گذشتہ ۳۰ر برسوں میں ہیمٹر یمک ایک بار پھر تبدیل ہوا اور عرب اور ایشیائی تارکین وطن، بطور خاص یمن اور بنگلہ دیش سے آنے والوں کے لیے ایک لینڈنگ پیڈ بن گیا۔ آج شہر کے رہائشیوں کا ایک بڑا حصہ یعنی تقریباً ۴۲ر فیصد آبادی امریکہ سے باہر پیدا ہوئی تھی اور خیال کیا جاتا ہے کہ نصف سے زیادہ آبادی باعمل مسلمانوں کی ہے۔ نو منتخب حکومت کے خدوخال ہیمٹر یمک میں بدلتی ہوئی آبادی کی عکاسی کرتا ہے۔ سٹی کونسل میں دو بنگالی نژاد امریکی، تین یمنی نژاد امریکی اور ایک نو مسلم پولش نژاد امریکی شامل ہیں۔ ۶۸ر فیصد ووٹ حاصل کر کے عامر غالب امریکہ میں پہلے یمنی نژاد امریکی میئر ہوں گے۔ ۴۱ر سالہ غالب نے کہا: ''میں عزت اور فخر محسوس کرتا ہوں، لیکن میں جانتا ہوں کہ یہ ایک بڑی ذمہ داری ہے۔''

یمن کے ایک گاؤں میں پیدا ہونے والے غالب ۱۷ر سال کی عمر میں امریکہ پہنچے اور انھوں نے پہلے پہل ہیمٹر یمک کے قریب کاروں کے پلاسٹک کے پرزے بنانے والی فیکٹری میں کام کرنا شروع کیا۔ بعد میں انھوں نے انگریزی زبان سیکھی اور میڈیکل تربیت حاصل کی، اور اب وہ صحت کے شعبے میں کام کرتے ہیں۔ سٹی کونسل کی منتخب رکن امندا جیکوسکی نے کہا کہ ہیمٹر یمک ایک ''سات پرتوں والے کیک'' کی طرح ہے جہاں مختلف گروہ ایک دوسرے کے ساتھ قریب رہتے ہوئے بھی اپنی الگ ثقافتوں کو برقرار رکھتے ہیں۔ لوگ اب بھی خاص طور پر اپنی ثقافت پر فخر کرتے ہیں، اور اگر یہ ایک دوسرے میں ضم ہو جائے تو ہم اپنی انفرادیت کھودیں گے۔ ۲۹ر سالہ مز جیکسکوسکی نے کہا: ''جب آپ ایک دوسرے کے اتنا قریب رہتے ہیں، تو آپ ان اختلافات پر قابو پانے کے لیے مجبور ہو جاتے ہیں۔''

لیکن سبکدوش ہونے والے میئر کیرن ماجوسکی کا کہنا ہے کہ ہیمٹر یمک کوئی ''ڈزنی لینڈ'' نہیں ہے، یہ ایک چھوٹی سی جگہ ہے اور ہمارے درمیان اختلافات ہیں۔ ۲۰۰۴ء میں اذان کے نشر کرنے کے معاملے پر ووٹ کے بعد اختلاف پیدا ہوا۔ جبکہ کچھ شہریوں کا کہنا ہے کہ مساجد کے قریب شراب خانوں پر پابندی سے مقامی معیشت کو نقصان پہنچتا ہے۔

چھ سال پہلے جب یہ مسلم اکثریتی حکومت والا پہلا امریکی شہر بنا تو دنیا بھر سے میڈیا والوں نے ہیمٹر یمک کا رخ کیا، اس وقت کچھ میڈیا رپورٹس میں اسے بڑی تعداد میں مسلمانوں کی آمد اور ''کشیدگی'' والے علاقے کے طور پر پیش کیا گیا، اس وقت ایک نیشنل ٹی وی اینکر نے پوچھا تھا کہ کیا کیرن ماجوسکی میئر بننے سے خوفزدہ ہیں۔ یہاں تک کہ کچھ لوگوں کی طرف سے یہ قیاس آرائیاں بھی کی جانے لگیں کہ مسلمانوں کے کنٹرول والی سٹی کونسل کہیں شرعی قانون نافذ نہ کردے۔ کیرن ماجوسکی نے کہا تھا کہ ہیمٹر یمک میں لوگ اس قسم کی گفتگو پر ناراض ہوتے ہیں۔ وہ اس بات پر مشکور ہیں کہ ہیمٹر یمک ایک قبول کرنے والی کمیونٹی رہی ہے، اور ان کا کہنا ہے کہ یہ بات فطری ہے کہ نئے رہائشی اسے ووٹ کرتے ہیں جو ان کے خیال سے انھیں اور ان کی زبانوں کو سمجھتے ہیں۔

امریکہ میں مردم شماری بیورو مذہب سے متعلق معلومات اکٹھی نہیں کرتا، لیکن ایک تھنک ٹینک پیو ریسرچ سینٹر کا اندازہ ہے کہ ۲۰۲۰ء میں امریکہ میں تقریباً ۳۸ر لاکھ مسلمان تھے، جو کہ کل آبادی کا تقریباً ۱ء۱ر فیصد تھا۔ اور ۲۰۴۰ء تک مسلمانوں کا امریکہ میں مسیحی برادری کے بعد دوسرا بڑا مذہبی گروہ بننے کا امکان ہے۔ مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی موجودگی کے باوجود، امریکہ میں انھیں اکثر تعصبات کا نشانہ بنایا جاتا رہا ہے۔ نائن الیون کے حملے کے ۲۰ر سال بعد بھی اسلاموفوبیا مسلمانوں اور دیگر عرب امریکیوں کو پریشان کر رہا ہے۔ پیو ریسرچ کی ٹیم کو نصف کے قریب مسلم امریکی بالغوں نے ۲۰۱۶ء میں بتایا تھا کہ جب اس وقت کے امیدوار ڈونلڈ ٹرمپ نے مسلم اکثریتی ممالک کے تارکین وطن کے امریکہ میں داخلے پر پابندی کی تجویز پیش کی تھی تو انھیں ذاتی طور پر کسی نہ کسی قسم کے امتیازی سلوک کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ محققین نے یہ بھی پایا کہ تمام مذہبی گروہوں میں سے مسلمانوں کو اب بھی امریکی عوام کے منفی خیالات کا سب سے زیادہ سامنا ہے۔ امریکیوں کی نصف سے زیادہ آبادی کا کہنا ہے کہ وہ ذاتی طور پر کسی مسلمان کو نہیں جانتے، لیکن جو لوگ ذاتی طور پر کسی مسلمان کو جانتے ہیں، ان میں اس سوچ کا امکان کم ہے کہ اسلام دیگر مذاہب کے مقابلے میں تشدد کی زیادہ حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ ہیمٹر یمک اس بات کی ایک زندہ مثال ہے کہ کس طرح انفرادی طور پر معلومات حاصل کرنے سے اسلاموفوبیا میں کمی لائی جا سکتی ہے۔ (زاویئن فینگ بی بی سی نیوز، مشیگن)

Scanned with CamScanner

مشورہ کرنے والا پشیمان نہیں ہوتا

مولانا غیاث الدین دھام پوری

اپنے ہر امور کو مشورے سے انجام دینا بہت سے دنیاوی فائدوں کا سبب ہے اور انسانی تاریخ کی بہت قدیم روایت ہے، کسی عقلمند سے مشورہ لینے کا دستور بہت پرانا چلا آرہا ہے، اسلام کی آمد سے پہلے بھی اس پر عمل چلا آرہا تھا اور اسلام کی آمد کے بعد بھی اس پر عمل جاری وساری ہے، بلاشبہ مشورہ خیر وبرکت، عروج وترقی اور نزول رحمت کا ذریعہ ہے، اس میں نقصان اور ندامت وشرمندگی کا کوئی پہلو نہیں، ارشاد نبوی ہے کوئی انسان مشورے سے کبھی ناکام اور نامراد نہیں ہوتا اور نہ ہی مشورہ ترک کرکے کبھی کوئی بھلائی حاصل کرسکتا ہے (قرطبی:۴ر۱۶۱) ایک اور موقع پر آپ نے ارشاد فرمایا: ''جس نے استخارہ کیا وہ ناکام نہیں ہوا اور جس نے مشورہ کیا وہ شرمندہ نہیں ہوا'' (المعجم الاوسط للطبرانی:۶۸۱۶) اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے مشورہ شرمندگی سے بچاؤ کا قلعہ ہے اور ملامت سے مامون رہنے کا ذریعہ ہے، ارشاد باری تعالی ہے کہ: ''اور ان کے معاملات آپس کے مشورے سے طے ہوتے ہیں'' (الشوریٰ:۳۸) نیز آپ ان سے اہم کاموں میں مشاورت کریں (آل عمران:۱۵۹) اسی طرح احادیث نبویہ میں بھی جابجا مشورہ کی اہمیت وفضیلت کا ذکر ہے: ماخاب من استخار وماندم من استشار (روہ الطبرانی فی الاوسط:۶۶۳) بعض حضرات نے اس روایت کو موضوع کہا ہے، مگر اس کا مضمون ثابت ہے، یعنی جو شخص اہم کاموں میں استشارہ واستخارہ کرلیتا ہے وہ کبھی خسارے میں نہیں رہتا، نقصان اور ندامت سے بچ جاتا ہے اور اپنے کئے پر نادم نہیں ہوتا، بظاہر اس کو نقصان نظر آئے بھی، تو کیا انسان کا علم، اللہ تعالی کے نزدیک وہ نقصان نہیں ہے، صرف نظر کا دھوکا ہے، انسان کا حقیقی نقصان وہ ہے جسے اللہ تعالی نقصان قرار دیں، انسان اپنے نفع نقصان کو نہیں پہچانتا، اللہ تعالی ہی جانتے ہیں کہ اس کا نفع کہاں ہے، جس نے استخارہ کرکے کام کیا وہ خسارے اور نقصان میں نہیں ہوگا، اسی طرح جس نے اہم کاموں میں مشورہ لے لیا وہ کبھی پریشان نہیں ہوگا، مشورہ کس سے لیا جائے؟ مشورہ ایسے شخص سے لینا ضروری ہے جو صالح اور دیندار ہو اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ جس کام کے لئے آپ مشورہ لینا چاہتے ہیں اس صالح شخص کو اس کام کا تجربہ بھی ہو، صالح سے مراد وہ شخص ہے جو معصیات سے اجتناب کرتا ہو، جو خود بھی گناہوں سے بچتا ہو اور دوسروں کو بھی اس سے بچانے کی کوشش کرتا ہو، اس کے گھر میں شرعی پردہ ہو؛ اگر شرعی پردہ اس کے گھر میں نہ ہو تو وہ دیوث ہے، ایسا شخص کبھی صالح نہیں ہوسکتا؛ خواہ روزانہ ہزار رکعات نفل پڑھے، بیسیوں حج کرے؛ ایسا بے دین شخص مشورہ کا اہل نہیں۔

بے دین شخص سے مشورہ کرنے کا نقصان

(۱) نافرمانی کرتے کرتے بے دین شخص کی عقل میں ظلمت پیدا ہوجاتی ہے، نور نہیں رہتا، اس کا قلب ودماغ کالا ہوجاتا ہے، جو اللہ تعالی کو نہیں پہچانتا وہ اللہ کے احکام اور مصلحتوں کو کیسے پہچانے گا، اس سے مشورہ نہ لیا جائے، اس کے مشورہ سے نقصان تو ہوسکتا ہے فائدہ کبھی نہیں ہوسکتا۔

(۲) بے دین شخص سے اگر مشورہ لیں گے تو وہ قصداً غلط مشورہ دے گا، آپ کہیں گے کسی کو قصداً غلط مشورہ دینے سے کیا فائدہ؟ قصداً غلط مشورہ دینے سے بے دین کے دو فائدے ہیں:

(۱) اپنا مطلب نکالنا (۲) دوسروں کو پریشان کرنا، آپ سے تو اس نے کہہ دیا کہ یہ کام مت کرنا، مگر آپ کو ہٹا کر وہ کام خود کرلے گا، آپ کا فائدہ سوچ کر نہیں بلکہ وہ اپنا مطلب نکالنے کے لئے وہ غلط مشورہ دے گا، مثلاً رشتہ کے متعلق آپ نے مشورہ لیا اور وہ رشتہ اسے خود پسند آگیا تو آپ سے کہے گا کہ یہاں شادی ہرگز نہ کرنا یہ رشتہ مناسب نہیں، اگر کرلیا تو سخت نقصان اٹھائیں گے، آپ کو تو یہ کہہ کر وہاں سے ہٹا دیا مگر خود شادی کا پیغام بھیج دے گا،؛ ایسے ہی آپ نے کسی سے تجارت کے متعلق پوچھا تو اس کے ہزاروں نقائص اس مقصد سے گنوادے گا کہ اگر اس کو پتہ لگ گیا کہ اس تجارت میں اتنے اتنے فائدے ہیں، اتنی بچت ہے تو یہ فائدہ اٹھائے گا؛ لہذا اس کو ہٹا کر خود یہ فائدے سمیٹ لے گا، ملازمت سے متعلق مشورہ لیں گے تو وہاں بھی یہی کام کرے گا؛ بہرحال بے دین سے جس کام میں بھی مشورہ لیا جائے گا تو وہ دوسرے کے فائدے سے پہلے اپنا فائدہ سوچے گا، اس کی کوشش یہی ہوگی کہ ہر جگہ اپنا الو سیدھا کرلے؛ اگر کسی کام میں بے دین شخص کا اپنا فائدہ نہ ہو تو بھی وہ کسی مسلمان کے فائدے سے خوش نہیں ہوتا، اس کا ذہن ہمیشہ فساد اور بگاڑ کی طرف چلتا ہے، اس کا اپنا فائدہ ہو یا نہ ہو، بس دوسروں کا نقصان کرکے انہیں پریشان دیکھ کر خوش ہوتا ہے اور کوئی فائدہ ہو یا نہ ہو بس اس کی نظر میں ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہے کہ لوگوں کو پریشان کردے جب وہ پریشان ہوں گے تو پھر یہ ہنسے گا کہ دیکھو میں نے اس کو کیسا بے وقوف بنایا، مشورہ لینا تو بڑی بات ہے، بے دین شخص کے قریب بھی نہیں جانا چاہئے، مشورہ لیں تو کسی دیندار، صالح آدمی سے؛ لیکن دیندار کے ساتھ ساتھ اس کا بھی خیال رکھیں کہ اس صالح شخص کو اس کام کا تجربہ بھی ہو؛ اگر آپ نے لاعلمی سے کسی ناتجربہ کار کو صالح تجربہ کار سمجھ کر اس سے مشورہ کرلیا تو اس کو صاف صاف بتادے کہ اسے اس کام کا تجربہ نہیں، اس لئے وہ اس بارے میں مشورہ نہیں دے سکتا؛ اگر نہیں بتائے گا تو وہ ظاہراً اگرچہ نیک صالح مگر درحقیقت صالح نہیں، لوگ یہ شرطیں نہیں دیکھتے ہر کس وناکس اور بے دین لوگوں سے مشورہ لیتے رہتے ہیں، بعض اہل علم کی رائے یہ ہے کہ جس آدمی کے اندر درج ذیل پانچ خصلتیں پائی جاتی ہوں تو اس آدمی سے مشورہ کرنا چاہئے:

(۱) مشورہ دینے والا کامل عقلمند اور متعلقہ معاملے میں تجربہ رکھتا ہو۔

(۲) مشورہ دینے والا شخص متقی اور پرہیزگار ہو۔

(۳) مشورہ دینے والا آدمی مشورہ لینے والے کا خیرخواہ اور ہمدرد ہو۔

(۴) مشورہ کرتے وقت مشورہ دینے والا رنج وغم اور ذہنی الجھن کا شکار نہ ہو؛ کیوں کہ ایسی صورت میں اس کی رائے میں درستی اور سلامتی باقی نہیں رہتی۔

(۵) کوئی ایسا معاملہ نہ ہو جس میں مشورہ دینے والے کی اپنی غرض اور نفسانی خواہش شامل ہو؛ الغرض اپنے تمام معاملات اور تمام امور میں اہل عقل سے مشورہ لینا اور ان کی رائے معلوم کرنا نہ صرف یہ کہ ایک انتہائی مفید اور نیک عمل ہے؛ بلکہ رسول صلی اللہ علیہ علیہ کی سنت ہے، جس کے صحیح طریقہ سے ادا کرنے کے بعد انسان کو فائدہ ضرور ہوتا ہے۔

سعید ابن میسیب سے مرسلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مروی ہے کہ مشورہ کرنے والا مشورہ کرنے کے بعد ہرگز ہلاک نہیں ہوگا (مصنف ابن ابی شیبہ)

حضرت عمر ابن خطابؓ فرماتے ہیں کہ: آدمی تین طرح کے ہوتے ہیں، پہلا: پاک دامن، عقلمند مسلمان جو اپنے کام اور معاملات میں مشورہ کرتا ہے جب اس کے سامنے کوئی معاملہ آتا ہے اور اس کے بارے میں شک ہوتا ہے پھر جب معاملے کے ہونے کا مرحلہ آتا ہے تو اس معاملہ سے رائے کے ذریعہ سرخرو ہو کر نکل جاتا ہے۔

دوسرے وہ شخص ہے جو پاکدامن مسلمان ہے؛ لیکن ذی رائے نہیں ہے؛ جب کوئی معاملہ پیش آتا ہے تو وہ ذی رائے اور عقلمند افراد کے پاس جاتا ہے، ان سے مشورہ کرتا ہے اور ان سے رائے لیتا ہے اور مشورہ کے مطابق اس کام کو کرتا ہے۔

تیسرا آدمی وہ ہے جو عقلمند نہیں ہے، نہ کسی خیرخواہ سے مشورہ کرتا ہے اور نہ کسی خیرخواہ کی بات مانتا ہے (مصنف ابن ابی شیبہ) حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مشورہ کرنے والا کسی کو نہیں پایا، یعنی آپ ہر قابل غور معاملہ میں اپنی صحابہ سے مشورہ کرکے ہی کوئی فیصلہ فرماتے، جب کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مشورے سے بالکل مستغنی ہیں، لیکن اللہ تعالی نے اسے، امت کے لئے رحمت کا سبب بنایا ہے (درمنثور:۴ر۳۵۹)۔

عورتوں سے مشورہ:

گھر کی عورتوں سے بھی مشورہ کیجئے لیکنمر معاملے میں عورتوں سے مشورہ کرنے کا مرض بھی عام ہے، بالخصوص شادی بیاہ کے معاملات تو مکمل طور پر عورتوں ہی کے سپرد ہیں، جس کا جواب مرد حضرات یہ دیتے ہیں کہ بہو کو رہنا تو ساس ہی کے ساتھ ہے؛ لہذا ساس اپنے مزاج کی بہو کا انتخاب بھی خود ہی کرے تاکہ کل کو جھگڑا نہ ہو، یہ سمجھ کر سارا اختیار بیگم صاحبہ کے سپرد کردیا، بہت خوب! پہلے گھر میں ایک کم عقل تھی اب دو ہوگئیں، پہلے ایک تھی اب دوسری بھی آگئی، ''یک نہ شد دو شد'' کم عقلوں کے ووٹ جتنے زیادہ ہوں گے گھر میں فتنہ فساد بھی اتنا ہی بڑھے گا، محترم ذرا یہ بھی تو سوچئے کہ بیگم صاحبہ کی عقل بھی ناقص اس کا دین بھی ناقص، اوپر سے جب جاہ اور جب مال کا مرض بھی لگا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا رشاد ہے ''عورتوں میں عقل اور دین کی کمی ہوتی ہے'' اہم کاموں میں خواتین سے مشورہ نہ لینے کے بارے میں اور رشتہ کرنے میں خواتین کو کسی قسم کا کوئی اختیار نہ ہونے کے بارے میں اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے واضح فیصلے ہیں، خواتین کو اس میں اپنی خفت نہیں محسوس کرنی چاہئے، جسمانی قوت، دل کی شجاعت، عقل، قوت، جسمانیہ، قوت قلبیہ، قوت عقلیہ میں بھی مصلحت وحکمت اسی میں ہے، مردوں کو فوقیت دی ہے اور خواتین کو بھی اس کا اعتراف ہے، اللہ تعالی کی طرف سے مصلحت وحکمت اسی میں ہے، مردوں کو چاہئے کہ وہ آپس میں مشورہ کریں، عورتوں کے تابع نہ ہوں:

اکبر دبے نہ تھے کبھی برٹش کی فوج سے
لیکن شہید ہوگئے بیوی کی نوچ سے

اس لئے عورتوں سے مشورہ ضرور کریں مگر انہیں معاملات میں کریں جو گھر کے لئے مفید ثابت ہوں۔

اشتہارات کے لئے رابطہ کریں

ہفتہ وار نقیب امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان ہے جو تقریباً سو سالوں سے مسلسل شائع ہو رہا ہے، اللہ کا فضل وکرم ہے کہ ملک وبیرون ملک میں قارئین کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے، اس کی عمدہ طباعت، معیاری مضامین اور دیگر خصوصیات کی وجہ سے لوگ اسے ہاتھوں ہاتھ لے رہے ہیں، ادارہ قارئین نقیب سے درخواست کرتا ہے کہ وہ اپنے

مدارس، اسکول، کالج، ہاسپیٹل، میڈیکل اور دکان وغیرہ کے لئے رعایتی قیمت پر غیر تصویری اشتہارات

دے کر اپنے ادارہ اور کاروبار کو فروغ دے سکتے ہیں، نیز ادارہ نقیب کے اعزازی ممبران سے بھی درخواست کرتا ہے کہ وہ نقیب کی اشاعت میں مالی مدد کریں۔ ضروری معلومات کے لیے رابطہ کریں:

9576507798,8405997542 Email:.naqueeb.imarat@gmail.com

Scanned with CamScanner

اردو صحافت کی بدلتی قدریں۔لمحہ فکریہ

مفتی محمد مجیب الرحمٰن دیودرگی

ملک بھر سے بڑی تعداد میں اردو اخبارات نکلتے ہیں، کتنے ہی روزنامے، کتنے ہی سہ روزہ اخبار، کتنے ہی ہفت روزہ؛لیکن کتنے اخبارات ایسے ہیں جو عریانیت سے محفوظ ہیں؟ایسے ہی اخبارات کا سرسری جائزہ لیا جائے تو محسوس ہوگا کہ چند ہی گنتی کہ اخبارات ہیں جو اس لعنت سے محفوظ ہیں، ورنہ اکثر اخبارات عریانیت کی لپیٹ میں آچکے ہیں، اور اپنے اخبارات پر عریاں تصاویر کی اشاعت میں انھیں کوئی جھجک نہیں، فحش مناظر کے پیش کرنے میں انھیں کوئی عار نہیں، فحش خبروں کی اشاعت میں انھیں کوئی رکاوٹ نہیں۔صحافت درحقیقت حق کو ثابت کرنے باطل کو ختم کرنے کا مؤثر ہتھیار ہے، اس کے ذریعہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ بھی بڑی حد تک ادا کیا جا سکتا ہے، اپنی بات عوام تک پہنچانے کا بہترین وسیلہ ہے۔اپنے افکار وخیالات سے عوام کو آگاہ کرنے کا بہترین آلہ ہے، باطل کے خلاف منظم محنت کا وسیع عملی میدان ہے، الکٹرانک میڈیا سے پھیلنے والے زہر کے خاتمہ کا بہترین ذریعہ ہے؛ لیکن ادھر کچھ دنوں سے اردو صحافت سوقیانہ پن کا شکار ہوتی جارہی ہے، حیرت کی بات تو یہ ہے کہ کئی اخبارات تو وہ ہیں جو صالحیت کے دعویدار ہیں اور قوم میں عقل وشعور پیدا کرنے اور دین سے قریب کرنے کی جدوجہد کرتے ہیں؛ لیکن وہ بھی مال ودولت کی حرص میں اس زہر آلود عریانیت سے متأثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔اہلِ اسلام کا ایک طبقہ وہ ہے جو "ٹی وی" کے زہر آلود اثرات سے دور ہے؛ جن کی خبریں جاننے کا ذریعہ عموماً اخبار ہی ہے، یہ افراد الکٹرانک میڈیا کے زہر اور عریانیت کے سیلاب سے محفوظ رہنے کی جدوجہد کررہے ہیں؛ لیکن افسوس جب وہ خبروں کو جاننے کے لیے اخبارات ہاتھ میں لیتے ہیں تو یہ اردو اخبار بھی نیم برہنہ اور عریاں تصاویر شائع کرکے ان کا دل چھلنی کر جاتے ہیں اور انھیں یہ سوچنے پر مجبور کرتے ہیں کہ کیا ہم اب اردو اخبار بھی خریدنا بند کردیں؟ اخبارات کا مطالعہ عموماً سنجیدہ قسم کے افراد ہی کرتے ہیں جو اس طرح کی تصاویر ہرگز پسند نہیں کرتے، گندہ معاشرہ تو گندہ ہی ہے؛ لیکن یہ بے حیائی کے نظارے، پاکباز افراد کو بھی گندگی پر آمادہ کرتے ہیں، عریاں تصاویر کی اشاعت صرف اشتہارات تک ہی محدود نہیں؛ بلکہ بعض دفعہ ماڈل گرلس اور بعض دفعہ اداکاروں کی عریاں تصاویر بھی شاملِ اشاعت کی جاتی ہیں، یہ درحقیقت ذمہ داروں کے ذوق کی عکاسی کرتی ہے، نہ تو ان تصاویر کی اشاعت سے قارئین کی تعداد میں اضافہ ہوتا ہے اور نہ ان تصاویر کی پیشکش سے بازاروں میں اخبار کی اہمیت بڑھتی ہے؛ بلکہ بلاوجہ اس کے ذریعہ اپنے اخبار کو گندہ کیا گیا، نہ ہی عریاں تصاویر کی اشاعت توسیع اخبار کے لیے ضروری ہے اور نہ ہی عریاں اشتہارات کی اشاعت بقاءِ اخبار کے لیے ناگزیر، اس کے باوجود اس کا سہارا لیا جاتا ہے تو یہ سوچنا پڑے گا کہ اس کا مقصد کیا ہے؟ جس طرح اشتہارات سے حاصل شدہ رقوم کے مالکینِ اخبار محتاج ہوتے ہیں، ویسے ہی مشتہرین بھی ان اخبارات ہی کے محتاج ہوتے ہیں پھر بھی جو طرزِ عمل اپنایا جاتا ہے سمجھ سے بالاتر ہے، جب کوئی اخبار مکمل دینی روح سے آراستہ نہیں ہوسکتا تو اسے مکمل طور پر دینی جذبہ سے خالی بھی نہیں ہونا چاہیے، اگر کوئی روزنامہ 10/ کی تعداد میں فروخت ہوتا ہے تو اوسطاً ہر اخبار کے پڑھنے والے پانچ شمار کیے جائیں تو اس بے حیائی کا شکار کتنے آدمی ہونگے، اگر کوئی روزنامہ 50/ ہزار کی تعداد میں فروخت ہوتا ہے، اس سے بے حیائی کا شکار کتنے افراد ہوں گے؟ جتنے افراد شکار ہوں گے، جتنے افراد ان عریاں تصاویر کا مشاہدہ کریں گے ان کا وبال ذمہ داروں کے سر ہو گا؛ کیونکہ انھوں نے گناہ کے لیے دعوتِ نظارہ دیا ہے۔اپنے قارئین کی تعداد اپنے اخبار کی تعداد بڑے ذوق وشوق سے ظاہر کی جاتی ہے، فخریہ انداز میں پیش کیا جاتا ہے، کبھی اپنے اخبار کی بے حیائی سے متأثرین کی فہرست بھی دی جائے، کبھی اس بے حیائی کے شکار افراد کو بھی شمار کروایا جائے، بعض اردو اخبارات کے ذمہ داروں کی حس تو اتنی مردہ ہوچکی ہے کہ وہ ماہِ رمضان میں بھی عریاں تصاویر اور فحش اشتہارات سے نہیں چوکتے نیز بے حیائی کے فروغ کے لیے جس راہ اور جس زبان اور جس طریقہ کار کا انتخاب کیا گیا وہ انتہائی غلط ہے، اردو جیسی شریف اور مہذب زبان کو انھوں نے عریاں صحافت کے ذریعہ داغدار کرنے کی سازش رچی ہے، عریاں لٹریچر کی اشاعت کے لیے اور بھی زبانیں اور بھی طریقہ کار تھے؛ لیکن جس مہذب زبان کا انھوں نے سہارا لیا یہ خود جرمِ عظیم ہے، ایک طرف اردو کے فروغ کے دعوے دار ہیں، دوسری جانب اردو کیساتھ یہ گھناؤنا مذاق؟ بالکل یہی حال؛ بلکہ اس سے بڑھ کر جرمِ عظیم عربی زبان کیساتھ ہورہا ہے، فواحش کی اشاعت کے لیے عربی زبان کا سہارا لیا جارہا ہے، جو قرآن کریم کی زبان ہے جو اہلِ جنت کی زبان ہے جو وسیع ترین عالمی زبان ہے، ایک طرف مدیرانِ اخبار ادارتی صفحات میں مذہبی مضامین کو ضرور جگہ دیتے ہیں جو مغربی تہذیب کے خلاف ہو اور دیگر مواقع پر فلمی تہذیبی جھلک کہہ کر مغربیت پیش کرتے ہیں تو اس طرح کی پالیسی سے کیا فائدہ؟ ایک جانب اخبارات اخلاقی اقدار کی پامالی کے مرتکب ہیں تو دوسری جانب بہت سے رسائل بھی اپنے رسائل سے اخلاقیات کا جنازہ نکال رہے ہیں، کئی رسائل جو مذہبیت کے حامی ہیں، قوم کی تعمیر کے دعویدار ہیں، ملت کی اخلاقی زبوں حالی پر ماتم کناں ہیں؛ لیکن کیا قوم کی تعمیر فحش مناظر اور فحاشی وعریانیت سے لبریز خبروں سے کرنا جائز ہے؟ کئی رسائل اب بھی فلمی تہذیب وتمدن کی جھلکیں پیش کرتے ہوئے کوئی عار محسوس نہیں کرتے، الغرض! اردو جیسی مہذب زبان کا استعمال فحش خبروں کی ترسیل اور فحاشی وعریانیت کے لئے کسی بھی درجہ میں درست نہیں، اولاً تو فحاشی کا فروغ ہی قابلِ مواخذہ ہے تو اس فحاشی سے اردو کو داغدار کرنا کہاں کی دانشمندی ہے؟ اللہ تعالی سورۂ نور میں فرماتے ہیں: بلاشبہ اہلِ ایمان میں سے جو لوگ فحش چیزوں کی اشاعت کو پسند کرتے ہیں ان کے لیے دردناک عذاب ہے (النور:19) آیتِ کریمہ میں فحش خبروں کی اشاعت کو موردِ طعن وموردِ ملامت قرار دیا گیا، فحش خبروں اور فحش گفتگوں سے برائی پھیلتی ہے، برائی کا شیوع ہوتا ہے، فحش تصاویر کی اشاعت تو عوام کو برائی پر آمادہ کرتی ہے، ہیجان انگیز عریاں تصاویر گناہوں پر برانگیختہ کرتی ہیں، فحش تصاویر کی اشاعت کا جرم خبروں کی اشاعت سے بڑھا ہوا ہے۔مذکورہ آیتِ کریمہ کی تفسیر میں وھبہ زحیلی فرماتے ہیں:

آیتِ کریمہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ محض فحش چیزوں کی اشاعت کی محبت عذاب کے لاحق ہونے کے لیے کافی ہے، اور جو عملی طور پر اس میں شریک ہوں ان کا جرم تو بہت بڑھا ہوا ہے اور عتاب بھی ہے۔" (تفسیر منیر18/182)

اسی طرح مولانا عبدالماجد دریا آبادی رقمطراز ہیں: "قرآن کریم نے اس آیت کے ذریعہ امت کو ایک مستقل دستور العمل قیامت تک کے لیے پاکیزہ معاشرہ دیا ہے، اسلامی معاشرے میں گندے شہوانی تذکروں اور چرچوں کی جڑ ہی کاٹ دی؛ لیکن مقدم آیت کے عموم میں وہ تمام افعال وحرکات داخل ہیں جو امت کے معاشرے میں براہِ راست یا بالواسطہ کسی طرح بھی بے حیائی، شہوانیت، بدچلنی کے زندہ رہنے کا سبب بنتے ہیں، خواہ ان کا نام آرٹ کی سرپرستی یا کلچر کی ترقی ہی کیوں نہ رکھ دیا جائے۔" (تفسیر ماجدی3/446)

الغرض اردو اخبارات کے ذمہ داران سے ہمارا مطالبہ ہے کہ وہ اپنے اخبارات سے عریانیت وفحاشیت کا مکمل خاتمہ کریں اور ایسی خبریں جس سے فواحش کا فروغ ہو، ان کی اشاعت سے باز رہیں، اسی طرح ایسے مناظر جن سے فواحش کو بڑھاوا ملے انھیں شائع کرنے سے مکمل اجتناب کریں اور عریاں اشتہارات سے گریز کریں، مدیران سے ہماری پرخلوص گزارش ہے کہ وہ اپنے اخبار میں دینی روح باقی رکھنے کی سعی جدوجہد کریں، اپنے اخبارات کا مطمحِ نظر صرف کمائی یا ریاکاری ونام نمود نہ رکھیں؛ بلکہ اس سے درحقیقت امر بالمعروف نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیتے ہوئے اپنے اخبارات کے ذریعہ زرد صحافت کا تعاقب کریں، اپنے اخبار کے ذریعہ دعوتِ دین کا اہم اور بنیادی فریضہ انجام دیں، قارئین اخبار کی ذمہ داری ہے کہ وہ مراسلتی خطوط کے ذریعہ فواحش کے خلاف اپنے خیالات کا اظہار کریں، ان فواحش پر بند لگانے کا مطالبہ کریں، ان فواحش سے ہونے والے نقصانات سے آگاہ کریں اور انھیں یہ اطلاع دیں کہ اردو صحافت عریانیت کے تعاقب کے لیے ہے، نہ کہ عریانیت کے فروغ کے لیے، اگر انھیں عریانیت کے فروغ کے لیے استعمال کیا گیا تو زرد صحافت کا تعاقب کون کرے گا؟ ان اخبارات کے ذریعہ مکمل اسلامی روح پیش کرنے کا اہتمام کریں، اربابِ حل وعقد کی ذمہ داری ہے کہ ان ذمہ دارانِ اخبارات سے موثر نمائندگی کرتے ہوئے عریانیت کا خاتمہ کرنے کا مطالبہ کریں، انھیں آگاہ کریں کہ تصاویر سے نسلِ نو پر برے اثرات مرتب ہورہے ہیں۔

پہلے ویسا کوئی پیدا تو کرے قلبِ سلیم

مفتی محمد یونس ندوی

دنیا وآخرت میں انسان کی کامیابی وکامرانی کا انحصار قلب کی سلامتی پر موقوف ہے، قیامت میں وہی شخص کامیاب وبامراد ہوگا جو قلب سلیم لے کر آئے گا۔ارشاد خداوندی ہے: يَوۡمَ لَا يَنۡفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوۡنَ، اِلَّا مَنۡ اَتَى اللّٰهَ بِقَلۡبٍ سَلِيۡمٍ، جس دن نجات کے لئے نہ مال کام آئے گا نہ اولاد مگر وہ شخص کامیاب ہوگا جو اللہ کے پاس کفر وشرک، حب جاہ وحب مال، ریا ونمود، حسد وجلن، طلب شہرت وریاکاری، دنیاوی اغراض ومفادات سے پاک دل لے کر آئے گا، قلب سلیم کے لفظی معنی تندرست دل کے ہیں، ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس سے مراد وہ قلب ہے جو کلمہ توحید کی گواہی دے اور شرک سے پاک ہو کیوں کہ حقیقی اصلاح جس سے قلب وروح کی تکمیل ہوتی ہے وہ قلب وروح کی توحید ہے:

خرد نے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل   دل ونگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

قلب تمام اعضاء کا بادشاہ وسردار ہے اس کی درستگی پر تمام اعضاء کی درستگی کا مدار ہے اور ہمارے تمام اعمال بھی قلب ہی کے تابع وزیر اثر ہیں جب تک قلب میں تغیر نہ ہوگا، اعمال میں تغیر پیدا نہیں ہوسکتا، ایمان کا مقصد اسی قلب کی اصلاح ہے اگر یہ درست تو تمام بدن درست اور یہ خراب تو سب کچھ خراب۔ارشاد نبوی ہے: **الاان فی الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد کله و اذا فسدت فسد الجسد کله الا وھی القلب** (بخاری ومسلم) جان رکھو کہ بے شک بدن میں ایک گوشت کا ٹکرا ہے جب وہ ٹھیک ہوجاتا ہے تو سارا بدن ٹھیک ہوجاتا ہے اور جب وہ بگڑ جاتا ہے تو سارا بدن بگڑ جاتا ہے، یاد رکھو وہ دل ہے۔

حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ تقویٰ صرف ظاہری صفائی کا نام نہیں۔تقویٰ کا مقام دل ہے، جب ایمان ویقین دل میں رچا اور اس کی رضامندی کا خوف جی میں سمایا تو آنکھ، کان، ہاتھ، پاؤں سب خود بخود سنور جاتے ہیں اور اگر دل میں غیر اللہ کو جگہ ملی تو تمام بدن بگڑ جاتا ہے، آنکھ غلط دیکھتی ہے، کان مغنیہ ورقاصہ کی آواز پر عش عش کرتے ہیں، زبان لقمہ حرام چٹ کر جاتی ہے، نہ موت کی فکر ہوتی ہے اور نہ قیامت کا کچھ ڈر وخوف ہوتا ہے، لہذا بہت ضروری ہے کہ ہم جھوٹ، غیبت، وعدہ خلافی، اتہام، بدگمانی، چغل خوری، دورخاپن، جھوٹی قسمیں، چوری، غصب، خیانت، ناپ تول میں کمی، بخل، حرص وطمع، مال ومتاع سے غیر معمولی محبت اور دیگر امراض قلبیہ سے اجتناب کرتے ہوئے ایمان ویقین، معرفت خداوندی کو قلب میں جاگزیں کریں اور خدا کی بڑائی کا یقین ہر دل میں پیدا کریں جتے وہ بڑے ہیں، خدا کی بڑائی وکبریائی کا یقین ہروقت متحضر رہے، اگر ہم ایسا کرلیں تو دنیا وآخرت میں شان وشوکت رفعت وبلندی، چین وسکون، راحت واطمینان نصیب ہوگا:

چاہتے سب ہیں کہ ہوں اوج ثریا پہ مقیم   پہلے ویسا کوئی پیدا تو کرے قلب سلیم

رگوں میں وہ لہو باقی نہیں ہے

مولانا سید بلال عبد الحی حسنی ندوی

یورپ وامریکہ اور اسرائیل ایک مثلث ہیں، جس کا سب سے بڑا مقصد مسلمانوں کو کمزور کرنا اور اسلام سے ان کے رشتہ کو ختم کرنا ہے، جس کے لئے وہ ہر طرح کے وسائل استعمال کر رہے ہیں، بات کوئی نئی نہیں ہے، صلیبی جنگوں میں شکست کے بعد سے فکری حملوں کی یلغار ہے اور مسلمان غیر شعوری طور پر اس کا شکار ہو رہے ہیں اور خاص طور پر مسلم نوجوانوں کو نشانہ بنایا جارہا ہے، ان کی توانائیاں برباد کرنے کی کوششیں کی جارہی ہیں، تاکہ وہ کسی قابل نہ رہیں اور اس طرح امت اسلامیہ کا مستقبل تاریک ہوتا چلا جائے، انتہائی افسوس کی بات یہ ہے کہ وہ اپنے تمام تر وسائل کے ساتھ اپنے عمل میں پرجوش ہیں اور ان کی مسلسل بحث جاری ہے اور ہم ہر طرح کی تہی دامنی کے باوجود غفلت کا شکار ہیں، مسلمان نوجوانوں کی رگوں میں لگتا ہے خون خشک ہوگیا ہے، ان کو ذرا بھی اس سازش کا احساس نہیں وہ اپنی رنگ رلیوں میں ایسے مست ہیں کہ ان کو ذرا بھی خیال نہیں کہ ان کی گاڑی کس ڈھلوان پر پڑ گئی ہے اور آگے کس چٹان سے ٹکرانے والی ہے۔

دین جب آیا تھا تو کسمپرسی کے حال میں تھا، لیکن نئے خون نے اس میں ایک ایسی توانائی پیدا کردی کہ دنیا میں بڑی بڑی طاقتوں کو جھکنا پڑا، وہ حضرات صحابہؓ تھے جن کے ایمان کے آگے بڑی بڑی چٹانیں خاک ہوکر رہ گئیں، ان کا جذبہ ایمانی اور جہد مسلسل نے دنیا کی حالت بدل ڈالی، وہ رہبان باللیل وفرسان بالنہار کا مصداق تھے، راتوں کو اللہ کے سامنے رونے والے اور دن میں مسلسل محنت کرنے والے، دنیا کی کوئی طاقت ان کے سامنے ٹک نہ سکی اور آج حالت ہے کہ مسلمان کاسہ گدائی لئے کھڑے ہیں، کوئی اس میں روٹی کا ایک ٹکڑا ڈال دے، مسلمانوں کو اللہ نے لوگوں کا سہارا بنایا تھا، ان کو دینے کے لئے پیدا کیا گیا تھا، ان کے پاس جو نظام زندگی تھا مردہ دلوں کے لئے آب حیات تھا، نوجوان خود اس سے محروم ہیں، یہ حالت یکساں نظر آتی ہے، حد یہ ہے کہ دین دار حلقوں میں بھی ایک مایوسی کی فضا نظر آتی ہے۔

اٹھا میں مدرسہ وخانقاہ سے نمناک
نہ معرفت، نہ محبت، نہ زندگی، نہ نگاہ

شاعر مشرق علامہ اقبالؒ نے نوجوانوں کو جھنجھوڑنے کی کوشش کی ہے:

کبھی اے نوجواں مسلم تدبر بھی کیا تو نے
وہ کیا گردوں تھا تو جس کا تھا ایک ٹوٹا ہوا تارہ

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ نے اپنی تقریروں اور تحریروں میں ان نوجوانوں سے اپیل کی ہے اور اپنی معرکۃ الآراء کتاب "ماذا خسر العالم بانحطاط المسلمین" میں دکھایا ہے کہ مسلمانوں کے زوال سے دنیا نے کہاں کہاں ٹھوکریں کھائی ہیں اور اب وہ تباہی کے دہانے پر کھڑی ہے، کوئی اگر اس کو سنبھال سکتا ہے تو وہ امت مسلمہ ہے۔

آج اس امت کے نوجوانوں کی سب سے بڑی ذمہ داری ہے کہ وہ حقائق پر غور کریں، اپنی زندگی کو بدلنے کی کوشش کریں، اپنی ذمہ داری کو محسوس کریں اور دنیا کو وہ آب حیات پیش کریں جو ان کے پاس ایک امانت ہے، دنیا کی یہ ضرورت اگر پوری نہ کی گئی تو وہ مسلمانوں سے انتقام لینے کے لئے کمربستہ ہے، وہ حیات ابدی کی نعمتوں سے محروم ہے اور اس دنیا کا سکون اس کو جہاں سے مل سکتا تھا وہ راستے ہم مسلمانوں نے بند کر رکھے ہیں اور اپنی زندگی اس سے ہٹالی ہے، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اسلام کی ایک بہت بھیانک تصویر لوگوں کے سامنے ہے اور دنیا آب حیات کو زہر ہلاہل کا پیالہ سمجھ رہی ہے، مسلمانوں کی عزت کا راستہ یہی ہے کہ وہ خود بھی اس آب حیات سے فائدہ اٹھائیں، جوان کو ان کے نبی سے حاصل ہوا ہے اور دنیا کو بھی سکون وایمان کا وہ تحفہ پیش کریں جو دنیا وآخرت کی نجات کا تنہا راستہ ہے۔

اگر مسلمانوں نے اور خاص طور پر نوجوانوں نے اس حقیقت کو سمجھ لیا تو وہ دن دور نہیں کہ حالات کچھ اور ہوں گے اور دنیا کے نقشہ میں مسلمان ہوں گے۔

معلم کی صفات اور ذمہ داریاں

ماسٹر الحاج طیب حسین

بچوں کی اچھی تعلیم وتربیت ایک اہم دینی فریضہ ہے، اس کی ادائیگی کی فکر وذمہ داری ایک جانب والدین پر ہے تو دوسری جانب معلمین ومعلمات پر عائد ہوتی ہے، آج کے حالات میں تو اس جانب غیر معمولی توجہ دینے کی ضرورت ہے، کیونکہ معمولی سی غفلت بھی نہایت خطرناک ثابت ہوسکتی ہے۔

بچوں کی تعلیم وتربیت کا منظم ادارہ مدرسہ ہے، مدرسے سے باصلاحیت اساتذہ کی ایک ٹیم اس فریضہ کو بحسن وخوبی انجام دینے پر مامور ہوتی ہے، اس لحاظ سے بچے معلمین کے پاس بطور امانت ہیں، بچوں کی اچھی تعلیم وتربیت کرنا معلمین کی عظیم ذمہ داری ہوتی ہے، اس اعتبار سے ایک اچھے معلم کے بہت سے اوصاف ہیں، یہاں ہم چند اہم اوصاف تحریر کر رہے ہیں:

۱۔اعلیٰ سیرت وکردار:

ایک اچھے معلم کو اپنی سیرت کے تمام پہلوؤں پر برابر نظر رکھنی چاہئے، چونکہ طلبہ شعوری یا غیر شعوری طور پر بتدریج اپنے معلم سے متاثر ہوتے ہیں اور یہ اثر اتنا گہرا ہوتا ہے کہ زندگی بھر نمایاں طور پر محسوس کیا جاسکتا ہے، یعنی معلم کا کردار اتنا اعلیٰ اور موثر ہو کہ طلبہ میں اس کردار کو اختیار کرنے کا ذوق وشوق پیدا ہوجائے۔

۲۔خوش اخلاق وملنسار:

ایک اچھے معلم کا خوش اخلاق وملنسار ہونا ضروری ہے، چونکہ اسے بچوں کے سرپرستوں، عام پبلک اور ہر طرح کے لوگوں سے واسطہ پڑتا رہتا ہے، اس اہم کام کی انجام دہی میں ہر ایک کے تعاون کی ضرورت ہوتی ہے، بغیر ان صفات کے وہ اپنا فرض انجام نہیں دے سکتا ہے، اس کے ساتھ ہی معلم کو نادان بچوں سے بھی سابقہ پڑتا ہے، جن سے ہمہ وقت غلطیاں اور کوتاہیاں سرزد ہونے کا امکان ہوتا ہے، اس لئے وہی معلم کامیابی سے ہمکنار ہوسکتا ہے، جن میں خوش اخلاقی وملنساری جیسی صفت پائی جاتی ہو، چڑچڑے وتند مزاج معلم کبھی کامیاب نہیں ہوسکتے ہیں۔

۳۔خود اعتمادی وپختگی:

ایک بہترین واچھے معلم کی خوبی یہ ہے کہ وہ جس چیز کی تعلیم دیتا ہے وہ خود اس کا پیکر ہوتا ہے، اسے اپنی معلومات پر پورا بھروسہ نہ ہو تو بچوں کا اعتماد متزلزل ہوگا، اگر کسی معاملے میں صحیح معلومات نہ ہو تو بچوں کو غلط سلط بتا کر نکلنے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے بلکہ تھوڑی مہلت لے کر معلومات حاصل کرنے کے بعد بتا دینا چاہئے۔

۴۔ہمت وحوصلہ:

ایک معلم کے اندر ہمت وحوصلہ ہونا ضروری ہے، بچوں کی تعلیم وتربیت اور اصلاح کی طرف سے نہ تو خود مایوس ہونا چاہئے اور نہ بچوں کو یا ان کے سرپرستوں کو مایوسی کا موقع دینا چاہئے، بلکہ بچوں کو سدھارنے کے لئے ہر ممکن کوشش کرتے رہنا چاہئے، چونکہ تعلیم وتربیت انتہائی پتہ ماری کا کام ہے، اس لئے حوصلہ وہمت سے کام لینا چاہئے۔

۵۔زبان کی صفائی اور سلاست:

ایک اچھے معلم کی آواز انتہائی صاف ستھری ہونی چاہئے، چونکہ سبق پڑھانے وسمجھانے کا بہت کچھ انحصار معلم کی زبان پر ہوتا ہے، پڑھانے کی آواز نہ زیادہ زور دار ہو اور نہ ہی بہت دھیمی، یعنی آواز نہ اتنی بلند رکھنی چاہئے کہ کانوں کو بری لگے اور نہ اتنی پست کہ بچوں کو سنائی نہ دے بلکہ درمیانی آواز ہو، تاکہ پورے کلاس میں بچے بآسانی سن سکیں۔

دوسری جانب بچوں کی تعلیم وتربیت میں معلم کی زبان کا بھی بہت زیادہ دخل ہوتا ہے، کیونکہ یہی اہم آلہ ہے جس کے ذریعے بچوں تک معلم اپنی بات پہونچاتا ہے اور اپنے خیالات وجذبات منتقل کرتا ہے، لہذا ایک اچھے معلم کو چاہئے کہ بچوں کے سامنے عام فہم اور سلیس زبان استعمال کرے ورنہ بچوں کے پلے کچھ نہیں پڑ سکتا ہے۔

۶۔اسباق میں غیر ضروری باتیں نہ ہو:

ایک معلم کی ایک یہ بھی بڑی خوبی ہوتی ہے کہ پڑھانے کے دوران فضول باتیں نہ کرے اور اپنے پیریڈ کے وقت کا خاص خیال رکھتے ہوئے درس کو سمیٹے۔ اس لئے ایک کامیاب معلم کا یہ کام ہوتا ہے کہ اس کم وقت میں اپنے اسباق کا حق ادا کرے، سبق پڑھانے کے درمیان ادھر ادھر کی باتیں نہ کرے۔ غیر ضروری وفضول باتیں کرنے سے گریز کرے۔

۷۔اسباق کا مطالعہ:

ایک معلم کو چاہئے کہ جو اسباق آئندہ کل پڑھانا ہو اس کا پہلے اچھی طرح سے مطالعہ کرلے، نئے سبق کے لئے پرکشش پلاننگ تیار کرے تاکہ بچوں کو درس دیتے وقت کوئی دشواری وپریشانی محسوس نہ ہو، اور گذشتہ پڑھائے گئے اسباق کا جائزہ بھی لیتا رہے۔

۸۔تلفظ ومخارج کی درستگی:

معلم کے لئے یہ احتیاط بھی ضروری ہے کہ وہ اپنے تلفظ ومخارج کا خاص خیال رکھے، اگر معلم کے غلط مخارج سے بچوں کے مخارج خراب ہوجائیں تو یہ کمزوری تاعمر ان کا پیچھا نہیں چھوڑ سکتی ہیں۔

۹۔وقت کی پابندی:

ایک اچھے معلم کو چاہئے کہ قواعد وضوابط اور اوقات کا خود پابند ہو اور بچوں سے بھی اس کی پابندی کرائے، کیوں کہ وقت کی پابندی ہی مستقبل کو روشن کرتی ہے، ہر اچھے معلم کو چاہئے کہ اپنے تمام فرائض کو پوری مستعدی وایمانداری سے انجام دیتا رہے۔

۱۰۔حکمت وصبر سے کام لینا:

معلم کی ہوشمندی کی ایک اہم پہچان یہ ہے کہ وہ کسی بھی سنگین معاملہ میں نہ گھبرائے بلکہ حکمت وصبر سے معاملہ کا حل تلاش کرے۔

۱۱۔محبت ونرم دلی:

ایک کامیاب معلم کی پہچان یہ بھی ہے کہ اپنے طلبہ وطالبات سے شفقت ومحبت سے پیش آئے، وہ بچوں کے ساتھ مستقل سختی پر ہی نہ تلا رہے، اگر کوئی بچہ کوئی جرم کر بیٹھے تو اس وقت ایک اچھے معلم کو چاہئے کہ نرم دلی سے معاملہ کو حل کرے، اس لئے کہ نرم خوئی معلم کی سب سے اعلیٰ خوبی تسلیم کی جاتی ہے۔

۱۲۔صفائی ستھرائی کا اہتمام:

ایک اچھے معلم کی پہچان یہ بھی ہے کہ وہ خود صاف ستھرا رہے اور بچوں کو بھی ہمیشہ صاف ستھرا رہنے کی تاکید کرتا رہے اور جہاں بچوں کو تعلیم دی جارہی ہو وہ میدان بھی صاف ہو، صفائی کے تعلق سے ہر معلم اپنے اپنے درجے میں حدیث کے حوالے سے بتائے کہ صفائی ایمان کی پہچان ہے، تاکہ صفائی کی اہمیت بچوں کی سمجھ میں ہمیشہ کے لئے پیوست ہوجائے، اس کے علاوہ ہر ہفتہ بچوں کا ناخن، بال، دانت، یونیفارم لباس چیک کرتا رہے۔

۱۳۔معلم کا لباس وپوشاک:

معلم کے لباس وپوشاک میں سادگی ہو، ایک اچھے معلم کو ہمیشہ صاف ستھرا وپاک اور ساتر لباس استعمال کرنا چاہئے، ایسا لباس ہو جس کو ہر کوئی پسند کرے تاکہ بچوں پر بھی لباس کا اثر پڑے، سادگی وصفائی میں ہی علم کی شان ہے۔

Scanned with CamScanner

جہیز کی تباہ کاریاں

شائستہ ارشد شیخ، احمد نگر

آج کے جدید دور میں ہمارے جینے کے طریقے بہت حد تک بدل گئے ہیں، ہم اپنے آپ کو ماڈرن تسلیم کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں، لیکن کیا ہم نے اپنے پرانے طور طریقے کو پوری طرح سے چھوڑ دیا ہے؟۔

جہیز موجودہ معاشرے کی بری بلا اور خطرناک لعنت ہے، اس لعنت ہی کی بدولت آج نہ جانے ہمارے کتنے گھرانے پریشان ہیں۔ اس لعنت ہی کے تحت ہمارے بہت سی بہنیں خودکشی کرنے پر مجبور ہورہی ہے، جہیز کی وجہ سے ہمارے سماج میں بہت ساری برائیاں پھیل چکی ہیں اوراس کے ذمہ دار وہ افراد ہیں جنہوں نے نکاح کو جہیز کی لعنت کی وجہ سے مشکل کر کے رکھ دیا ہے، ہم اس لعنت کو ختم کرنے کے لئے بہت سے اقدامات بھی کررہے ہیں لیکن افسوس کہ ہم اس کی جڑ کو ہی نہیں پہچان پائے ہیں اوراسے ختم کرنے کی تگ ودو میں لگ گئے ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ ہم جہیز جیسی ناسور چیز کو اپنے سماج سے ہٹائیں تو خود بخود ہمارے سماج میں جو برائیاں عام ہیں وہ بہت جلد اور بہت حد تک کم ہوجائیں گی۔ بیٹیاں والدین کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت ہوتی ہیں اور جس شخص کو دو یا تین بیٹیاں ہوں وہ جنت کا حقدار ہے، لیکن آج جہیز کی لعنت کی وجہ سے لڑکیوں کے والدین کی راتوں کی نیندیں حرام ہوچکی ہیں، وہ بس اس فکر میں رہتے ہیں کہ وہ اس مہنگائی کے دور میں کہاں سے اپنی بیٹیوں کے جہیز کا بندوبست کریں گے اوراس ذمہ داری سے سبکدوش ہوں گے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی فاطمہ کو جہیز کے نام پر کچھ ضروری سامان دیا اور جو کچھ دیا گیا وہ حضرت علیؓ کے پیسوں ہی سے دیا گیا، جہیز کہنا سراسر غلط ہے۔ آج لوگ شادیوں میں زیادہ سے زیادہ پیسہ خرچ کرنے کو اپنی عزت، رتبہ، اور بڑائی سمجھتے ہیں کہ اگر ہم نے شادیوں میں زیادہ پیسہ خرچ نہیں کیا تو لوگ کیا کہیں گے؟ سماج میں ہماری کیا عزت رہ جائے گی؟ جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جس شادی میں کم سے کم خرچ کیا گیا ہو اس میں برکت زیادہ سے زیادہ ہوتی ہے۔ لیکن آج ہم سماج کی خوشی کے لئے کچھ بھی کرنے کو تیار ہیں، یہاں تک کہ ہم سماج کے لئے اپنی شادیوں کی برکت تک ختم کردیتے ہیں۔ لیکن میرے بھائیو اور بہنو کیا کبھی ہم نے یہ سوچا ہے کہ جب ہم سے ہمارا رب اس چیز کے بارے میں سوال کرے گا تو جواب ہمیں دینا ہوگا، جواب دینے کے لئے سماج نہیں آئے گا، تو پھر کیوں ہم لوگوں کی پروا کرتے ہیں؟ پھر کیوں ہم سماج کی خوشی کے لئے اللہ کی ناراضگی مول لینے پر تلے ہوئے ہیں؟ ہم اپنے بچوں کی شادی کر کے اپنا ایک فرض نبھا رہے ہیں تو پھر کیوں اس فرض کو نبھانے کے لئے اپنے رب کو ناراض کررہے ہیں؟ سوچئے جس سے ہمارا رب ہی خوش نہ ہو، کیا اس شادی میں وہ رحمت وبرکت ہوگی جو حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کے نکاح میں تھی، کیا ان میں وہ محبت ہوگی جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت خدیجہؓ میں تھی؟ کیا اس گھر کی اولادوں میں بہترین اوصاف ہوں گے؟ نہیں بالکل نہیں، کیوں کہ جس چیز کی شروعات ہی غلط ہو اس کا اختتام بہتر کیسے ہوسکتا ہے؟ اسلام میں تو شادی کو بہت ہی سہل انداز میں انجام دینے کا حکم دیا گیا ہے۔ لیکن آج سب سے زیادہ پیسہ مسلمانوں کو شادیوں میں خرچ ہوتا ہے اوراس کی وجہ سے نقصان صرف اورصرف غریب بیٹیوں کا ہوتا ہے، جو متوسط طبقے میں پیدا ہوتی ہیں ان کا قصور یہ ہوتا ہے کہ ان کے والدین کے پاس انہیں دینے کے لئے دعاؤں کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا۔ اس لئے وہ بیٹیاں خودکشی جیسا سنگین قدم اٹھانے کے لئے بھی مجبور ہوجاتی ہیں، ان میں مجرم وہ بیٹیاں نہیں ہوتیں بلکہ وہ والدین ہوتے ہیں جو لوگوں کو دکھانے کے لئے شادیوں میں پیسہ پانی کی طرح بہاتے ہیں۔ ہم اسلام کا اتنا آسان طریقہ چھوڑ کر مشکل طریقہ اپنائے ہوئے ہیں۔ آج ہم اپنے بڑے نام کی اور "مرتبہ" کے عوض کئی معصوم جانوں کو جہیز کی بھینٹ چڑھانے میں عار نہیں سمجھتے۔ ہمیں ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنی نہ سہی ان بیٹیوں اوران کے والدین کے احساسات کے بارے میں سوچیں کہ کتنے ارمانوں اور کتنی تکلیفوں میں انہوں نے اپنی لاڈلیوں کو بڑا کیا ہوگا، لیکن آج ہمارے سماج کی ایک غلطی کی وجہ سے ان کی بیٹیاں اپنی جانیں قربان کررہی ہیں۔ ہم نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے عزیز سنت کو اس قدر مشکل کیوں بنادیا؟ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اس سنت کو جس قدر ہو آسان بنائیں۔ اس کی شروعات ہمیں اپنے گھر سے کرنی ہوگی۔ اکثر لوگ کہتے ہیں کہ شادی بیاہ کے مواقع ایک ہی بار آتے ہیں، اس لئے تمام ارمان پورے کرلئے جائیں اوراس لئے کسی بات کی پرواہ کئے بغیر شادی بیاہ میں جائز اور ناجائز چیزوں کو بھی کرنے سے گریز نہیں کیا جاتا لیکن کسی نے کہا ہے کہ بچپن ایک بار ملتا ہے خوب کھیل کودلو، کہیں سے آواز آئی کالج اور یونیورسیٹی کی لائف ایک بار ملتی ہے خوب مستی کرلو، کسی نے کہا جوانی دیوانی ہوتی ہے خوب مزے کرلو، لیکن افسوس کسی نے یہ نہیں کہا کہ زندگی بھی ایک بار ملتی ہے، اس میں اللہ کو راضی کرلو، اللہ ہماری جہیز جیسی لعنت سے حفاظت فرمائے۔ آمین

اعلان مفقود الخبری

معاملہ نمبر ۱۴۴۲/۱۲/۱۲ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ پوہدی بیلا دربھنگہ)

مجیدہ خاتون بنت محمد قربانی مرحوم مقام سکوڑھا ڈاکخانہ سکوڑھا ضلع دربھنگہ۔ فریق اول

بنام

محمد اصغر علی ولد محمد مستقیم مرحوم مقام وڈاکخانہ پرسونی بلاک موتی پور ضلع مظفر پور۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دار القضاء امارت شرعیہ پوہدی بیلا دربھنگہ میں عرصہ تین سال سے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۴ر جمادی الاولیٰ ۴۳ھ مطابق ۲۹ر دسمبر ۲۰۲۱ء روز بدھ بوقت ۹ر بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۱۴۴۳/۱۶۳۶/۲۵ھ

(متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ گواپوکھر، مدھوبنی)

نصرت خاتون بنت محمد نسیم انصاری مقام سرسوپاہی ضلع مدھوبنی۔ فریق اول

بنام

محمد عمران ولد محمد ایوب انصاری مقام بیرول ڈاکخانہ بیرول ضلع مدھوبنی۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دار القضاء امارت شرعیہ مدرسہ فلاح المسلمین گواپوکھر مدھوبنی میں عرصہ تین سال سے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۵ر جمادی الاولیٰ ۴۳ھ مطابق ۳۰ر دسمبر ۲۰۲۱ء روز جمعرات بوقت ۹ر بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۱۴۴۲/۴۴۷۴/۳۵ھ

(متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ کٹک اڈیشہ)

شاہین پروین بنت اعجاز حسین مقام رگھوناتھ پور ڈاکخانہ پرمہنس ضلع کٹک۔ فریق اول

بنام

شیخ مشتاق علی ولد شیخ عظیم مقام رگھوناتھ پور ڈاکخانہ پرمہنس ضلع کٹک۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دار القضاء امارت شرعیہ بخشی بازار کٹک اڈیشہ میں عرصہ چار سالوں سے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۹ر جمادی الاولیٰ ۴۳ھ مطابق ۱۴ر دسمبر ۲۰۲۱ء روز منگل بوقت ۹ر بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۱۴۴۳/۴۹۶/۱۴ھ

(متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ بالاساتھ سیتامڑھی)

زیمن خاتون بنت محمد موسم مقام بہرازاہد پوروارڈ نمبر۱، ڈاکخانہ بہرازاہد پوروایا پوپری بلاک نان پور ضلع سیتامڑھی۔ فریق اول

بنام

محمد منان ولد محمد حسن مقام دلی۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دار القضاء امارت شرعیہ بالاسات سیتامڑھ میں غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۵ر جمادی الاولیٰ ۴۳ھ مطابق ۳۰ر دسمبر ۲۰۲۱ء روز جمعرات بوقت ۹ر بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۱۴۴۲/۱۶۱۲/۶۱ھ

(متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ بتیا)

مسکان خاتون بنت پرویز عالم مرحوم مقام بھیری ہروا ڈاکخانہ چین پور ضلع مشرقی چمپارن۔ فریق اول

بنام

نیاز عالم ولد شیخ بونیلا مقام کوڑا بیلداری ڈاکخانہ بروت پسرائن ضلع مغربی چمپارن۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دار القضاء امارت شرعیہ بتیا میں عرصہ ایک سال سے غائب ولا پتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۵ر جمادی الاولیٰ ۴۳ھ مطابق ۳۰ر دسمبر ۲۰۲۱ء روز جمعرات بوقت ۹ر بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

Scanned with CamScanner

طب وسائنس

فالج کے حملہ کو کیسے روکا جائے؟

ہم جانتے ہیں کہ ہمارے جسم، اس کی حرکت، ہمارے بولنے، ہماری زبان، ہمارے ہوش، ہمارے سوچنے سمجھنے کو ہمارا دماغ کنٹرول کرتا ہے اور جس طرح کسی بھی چلتی گاڑی کو فیول کی یا پیٹرول کی ضرورت ہوتی ہے بالکل اسی طرح ہمارے دماغ کو آکسیجن کی ضرورت ہوتی ہے جو اسے خون کے ذریعے ملتی ہے۔ اب اگر کسی بھی وجہ سے دماغ کو اس خون کی فراہمی متاثر ہو جائے۔ اس میں رکاوٹ پیدا ہو جائے، یا اس میں کمی ہو جائے تو دماغ کے کچھ خلیات مر جاتے ہیں اور ان خلیات کی موت کے نتیجے میں فالج کی علامات ظاہر ہوتی ہیں۔

فالج کی علامت کیا ہوتی ہیں؟

مسلسل شدید سر درد، آدھے سر کا درد جو اگر مائیگرین نہ ہو، مسلسل چکر آنا۔ ایک کی جگہ دو چیزیں نظر آنا۔ سن ہونے کی کیفیت مثلاً چہرے پر، کسی عضو یا کسی عضو یا بدن کے کسی حصے یا ہاتھ پیروں کا سن ہو جانا۔ اعضائی اور بدنی کمزوری، عام طور پر جو جسم کے ایک طرف ہو۔ توازن یعنی جسم کے بیلنس کا اچانک ختم ہو جانا۔ غیر واضح گفتگو، بولنے میں مشکل، تھوک گرنا، نگلنے میں دشواری، منہ کا ٹیڑھا پن۔ بالکل اسی طرح لوگوں کو درست الفاظ کے انتخاب یا کسی چیز کے بارے میں پوری توجہ سے سوچنے میں مشکلات کا سامنا ہونا فالج کی عام علامت میں سے ہے۔ نظر کی دھندلاہٹ، دوہری بصارت۔ غنودگی، بے ہوشی یا کوما۔ اسی طرح چلتے چلتے اچانک گر جانا یا گردن میں درد بھی اس کی نشانی ہو سکتے ہیں۔ فالج سے پہلے اور فالج کے دوران بلڈ پریشر بہت زیادہ بڑھ جاتا ہے اور کوئی چیز کھانا پینا یا نگلنا دشوار ہو جاتا ہے۔

وہ لوگ جن کا جسمانی وزن نارمل سے زیادہ ہو یا وہ جو تمباکو نوشی یا الکحل استعمال کرتے ہیں اور ہائی بلڈ پریشر اور ذیابیطس کے مریض اور مستقل ذہنی دباؤ یا ڈپریشن کے شکار افراد میں فالج کا خطرہ سب سے زیادہ پایا جاتا ہے اور اس کے نتیجے میں موت کا امکان بھی پچپن فیصد تک بڑھ جاتا ہے، اسی طرح اپنی غذا میں نمک کا زیادہ استعمال کرنے والے لوگ، اور وہ لوگ جن کی عمر پچاس سال سے زائد ہو، یا وہ لوگ جن کی دل کی دھڑکن میں بے ترتیبی یا ایک کنڈیشن جسے ایٹریل فبریلیشن کہتے ہیں موجود ہو، یہ سب فالج کے حملے کے زیادہ رسک پر ہوتے ہیں۔ اسی طرح مرغن غذاؤں کے شوقین موٹے لوگوں میں فالج کا حملہ کسی وقت بھی ہو سکتا ہے۔ جو لوگ زیادہ تر بیٹھے رہتے ہیں اور کسی قسم کی ورزش نہیں کرتے، ان میں بھی فالج کا حملہ ہونے کے خدشات زیادہ ہوتے ہیں

ہم کیسے فالج کے حملے کو روک سکتے ہیں؟

اس کا جواب اگر آسان لفظوں میں اور ایک لائن میں دوں تو وہ یہ ہے کہ اپنا بلڈ پریشر چوبیس گھنٹے قابو میں رکھیں۔ آپ کا اوپر والا بی پی ایک سو چالیس سے کم ہو اور نیچے والا نوے ایم ایم ایچ جی سے کم ہو اور بلڈ پریشر کو باقاعدگی سے چیک کرتے رہیں۔ اسی طرح فالج سے بچنے کے لیے روزانہ ورزش کی بہت اہمیت ہے کیونکہ ورزش سے خون کی گردش صحیح رہتی ہے اور اس میں کسی قسم کی رکاوٹ کا خطرہ نہیں رہتا، ہفتے میں کم از کم پانچ دن روزانہ پچاس منٹ کی ورزش ضرور کریں۔ مینٹل اسٹریس کم سے کم رکھیں، اپنا وزن کم کریں اور قابو میں رکھیں۔ ہائی بلڈ پریشر، ذیابیطس اور فالج کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ اگر ان دو بیماریوں کا علاج نہ کیا جائے تو پھر فالج کا خطرہ بہت بڑھ جاتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ ان بیماریوں کا مکمل علاج کروایا جائے۔ اپنا بلڈ کولیسٹرول قابو میں رکھیں۔ نقصان دہ کولیسٹرول ایل ڈی ایل کی سطح میں اضافے اور فائدہ مند ایچ ڈی ایل کولیسٹرول کی سطح میں کمی سے شریانوں میں مواد جمع ہونے لگتا ہے، جو خون کا بہاؤ کم کرتا ہے۔ جس سے فالج کا خطرہ بڑھتا ہے۔ اپنی غذا میں چربی اور ٹرانس فیٹ میں کمی لانا فالج کے رسک کو کم کرتا ہے۔

کون سی غذا ایسی ہے جو فالج کے خطرے کو کم کر دیتی ہے؟ اپنی روزانہ کی ہر غذا میں فائبر کو حصہ بنانا چاہیے، جس سے فالج کا خطرہ سات فیصد تک کم ہو جاتا ہے۔ دن بھر میں ہمیں پچیس گرام فائبر کی ضرورت ہوتی ہے جو اجناس اور سبزیوں کے ساتھ پھلوں سے آسانی سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح فلیونوئڈز ایسے نباتاتی کیمیکلز ہیں جو کوکا میں پائے جاتے ہیں اور صحت کے لیے انتہائی فائدہ مند ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر یہ ورم کو قابو میں رکھنے میں مدد دیتے ہیں اور دل پر دباؤ کو بھی کم کرتے ہیں۔ تحقیقی رپورٹس میں ثابت ہوا ہے کہ روزانہ کچھ مقدار میں ڈارک چاکلیٹ کھانا ایسے افراد میں ہارٹ اٹیک اور فالج کا خطرہ کم کرتے ہیں، جن میں امراض قلب کا خطرہ زیادہ ہوتا ہے۔ مگر اس میٹھی سوغات کو زیادہ کھانے سے گریز کریں کیونکہ اس میں شکر اور چکنائی کی مقدار بھی زیادہ ہوتی ہے۔ تمباکو نوشی سے خون میں لوتھڑے بننے، گاڑھا کرنے اور شریانوں کو سکڑنے کا خطرہ بڑھتا ہے جبکہ مواد اکٹھا ہونے لگتا ہے، یہ سب عوامل فالج کا باعث بن سکتے ہیں۔

درست غذا کا انتخاب: پھلوں، سبزیوں، مچھلی، بغیر چربی والی گوشت اور اجناس پر مبنی متوازن غذا کولیسٹرول کی سطح میں کمی لاتا ہے، جس سے شریانوں میں مواد اکٹھا ہونے اور خون کے لوتھڑے بننے کا خطرہ بھی کم ہوتا ہے۔ اس سے دیگر ایسے مسائل سے بھی تحفظ ملتا ہے جو فالج کا خطرہ بڑھا سکتے ہیں جیسے ذیابیطس اور ہائی بلڈ پریشر وغیرہ۔

سیب کا استعمال: تحقیق کے مطابق روزانہ ایک سیب کا استعمال جہاں آپ کو مختلف بیماریوں سے محفوظ رکھتا ہے وہیں فالج کا خطرہ بھی پچاس فیصد کم کر دیتا ہے۔ سیب میں فائبر اور سوجن سے لڑنے والے اینٹی آکسائیڈنٹ سے بھرپور ہوتے ہیں۔

ٹماٹر کا استعمال: ٹماٹر کا استعمال بھی آپ کو فالج جیسے امراض سے محفوظ رکھتا ہے۔ تحقیق کے مطابق ٹماٹر میں لائیکوپین نامی اینٹی اکسائیڈنٹ پایا جاتا ہے جس کی وجہ سے فالج کا خطرہ پچپن فیصد کم ہو جاتا ہے۔

نمک کا استعمال: ماہرین نے روزانہ آدھا چائے کا چمچ نمک استعمال کرنے کی ہدایت کی ہے لیکن اس مقدار سے زیادہ نمک کا استعمال نقصان دہ ہو سکتا ہے کیونکہ نمک بلند فشار خون کو بڑھاتا ہے جو فالج بڑھانے کا سب سے زیادہ سبب بنتا ہے۔ فالج کے علاج میں سب سے اہم بات مریض کے بلڈ پریشر کو کنٹرول کرنا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اگر شوگر ہو تو اس کا علاج بھی ضروری ہے۔

راشد العزیزی ندوی

مسلم پرسنل لا بورڈ میں خالی عہدوں پر نامزدگی

امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی رکن عاملہ مقرر

آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کا دو روزہ اجلاس کانپور میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں عہدوں پر موجود شخصیات کی توثیق کی گئی نیز خالی عہدوں پر نامزدگی کا عمل پورا کیا گیا جس کے تحت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی (صدر بورڈ) اپنے عہدہ پر برقرار رہیں گے۔ امیر شریعت مولانا محمد ولی رحمانی (سابق جنرل سکریٹری) کے انتقال سے خالی جنرل سکریٹری کے عہدہ پر مولانا خالد سیف اللہ رحمانی کو منتخب کیا گیا۔ نیز مولانا محمد سالم قاسمی (سابق نائب صدر) کی خالی نشست پر مولانا ارشد مدنی صدر جمیۃ علمائے ہند کو اور مولانا کلب صادق (سابق نائب صدر) کی خالی جگہ پر پروفیسر سید علی محمد تقوی سابق پروفیسر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کو نائب صدر بنایا گیا۔ ان کے علاوہ امیر شریعت بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ مولانا احمد ولی فیصل رحمانی سجادہ نشیں خانقاہ رحمانی بورڈ کے رکن اور رکن مجلس عاملہ بنائے گئے۔ واضح ہو کہ مولانا احمد ولی فیصل رحمانی بانی مسلم پرسنل لاء بورڈ حضرت مولانا منت اللہ رحمانی کے پوتے اور سابق جنرل سکریٹری بورڈ مولانا محمد ولی رحمانی کے فرزند ہیں۔ ان کے علاوہ مولانا صغیر احمد رشادی امیر شریعت کرناٹک، مولانا محمد سفیان قاسمی مہتمم دار العلوم وقف دیوبند، مولانا سید محمد علی تقوی (جو نائب صدر بنائے گئے) ایڈووکیٹ ایم آر شمشاد بھی عاملہ کے رکن منتخب کیے گئے ہیں۔ بہار سے خالی متعدد نشستوں پر قاضی مولانا محمد انظار عالم قاسمی قاضی شریعت امارت شرعیہ، جاوید اقبال ایڈووکیٹ، انوار عالم بہادر گنج، مولانا حفظ الرحمٰن اور مولانا عبد الواحد کو بھی رکن میقاتی منتخب کیا گیا۔

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی کی کتاب کا اجراء

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے اجلاس کان پور منعقدہ ۲۰/۲۱ نومبر ۲۰۲۱ء کے پہلے دن دوسرے سیشن میں بعد نماز مغرب، مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی کی کتاب سی اے اے، این آر سی، این پی آر، مسائل اندیشے اور مضمرات کا اجراء مرشد امت حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے ہاتھوں عمل میں آیا، اس موقع سے مولانا خالد سیف اللہ رحمانی جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے فرمایا کہ ہم سب کو دعا کرنی چاہیے کہ اس کی نوبت بھی نہ آئے، کتاب مولانا محمد انوار اللہ فلک صاحب کی جانب سے شرکاء کو مفت تقسیم کی گئی، بورڈ کے دیگر ارکان نے کتاب کی تعریف و توصیف کی اور کہا کہ اس کتاب سے دیگر حضرات کو بولنے لکھنے کے لیے ضروری مواد حاصل ہوگا۔

قومی راجدھانی میں تعمیراتی سرگرمیوں پر عدالت عظمیٰ کی روک

سپریم کورٹ نے دہلی اور قومی راجدھانی خطہ میں تعمیراتی سرگرمیوں پر اگلے حکم تک روک لگا دی ہے اور ریاستی حکومتوں کو ہدایت دی ہے کہ وہ اس سے متاثرہ مزدوروں کو اس مدت تک اجرت ادا کریں۔ دہلی حکومت نے فضائی آلودگی میں معمولی بہتری کے بعد 22 نومبر کو تعمیراتی سرگرمیوں پر سے پابندی ہٹا دی تھی۔ چیف جسٹس این وی رمن، جسٹس ڈی وائی چندر چوڑ اور جسٹس سوریہ کانت نے دہلی میں آلودگی پر سماعت کے دوران متاثرہ مزدوروں کی مدد کے لیے ایک وکیل کی عرضی پر سپریم کورٹ نے یہ ہدایت دی۔ حکم نامے کی کاپی بدھ کی رات سپریم کورٹ کی ویب سائٹ پر دستیاب کرائی گئی جس میں بجلی اور پلمبرز کے علاوہ تعمیراتی سرگرمیوں پر پابندی کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ پابندی اگلے احکامات تک جاری رہے گی۔ تاہم سپریم کورٹ نے اس پابندی سے متاثرہ تعمیراتی مزدوروں کو اجرت ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ (یو این آئی)

دسمبر سے بین الاقوامی پروازیں بحال ہونے کی امید

کووڈ کی وجہ سے ڈھائی سال سے بین الاقوامی پروازوں کے بند ہونے کے بعد حکومت نے دسمبر سے بین الاقوامی پروازیں شروع کرنے کی بات کہی ہے۔ حکومت نے اشارہ دیا ہے کہ بین الاقوامی پروازیں اگلے مہینے سے معمول کے مطابق شروع کر دی جائیں گی۔ سرکاری ذرائع نے کہا کہ کسی بھی صورت میں، ہم دسمبر میں بین الاقوامی پروازیں دوبارہ شروع کریں گے۔ قابل ذکر ہے کہ کووڈ کی وجہ سے ڈھائی سال سے بین الاقوامی پروازوں کے بند ہونے کی وجہ سے سیاحت، سفر وغیرہ کی صنعت ٹھپ ہو کر رہ گئی ہے۔ حکومت نے سیاحت کی صنعت کو فروغ دینے کے لیے پانچ لاکھ سیاحتی ویزے مفت دینے کا اعلان کیا ہے۔ ملک نے 15 اکتوبر سے سیاحوں کو چارٹرڈ ہوائی جہاز کے ذریعے آنے کی اجازت دی تھی اور 15 نومبر سے بین الاقوامی پروازیں شروع کرنے کا اعلان کیا تھا۔ لیکن یورپ اور دیگر ممالک میں کووڈ کی وبا کی تیسری لہر کی وجہ سے پروازیں بحال نہیں ہو سکیں۔ (ای ٹی وی بھارت)

Volume:61/71,Issue:47 R.N.I.N. Delhi Regd. No.BIHURD/4136/61Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

Scanned with CamScanner

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF, PATNA-801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-21-23
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

ساحل کے سکوں سے کسے انکار ہے لیکن
طوفان سے لڑنے میں مزا اور ہی کچھ ہے (آل احمد سرور)

بی جے پی پھر نماز اور قبرستان کی پناہ میں

نواب علی اختر

ہندوستان ایک سیکولر ملک ہے، دستور ہند میں ہر ایک کو اپنے اپنے مذہب کو ماننے اور اس پر عمل کرنے کی مکمل آزادی دی گئی ہے۔ حکومتوں کا کام عوام کے لیے مندروں کو سجانا یا انہیں فروغ دینا نہیں ہے۔ سرکاری رقومات کا بیجا استعمال کرنے کا حکومتوں کو کوئی اختیار نہیں ہے۔ یہی آدتیہ ناتھ حکومت ہے جس نے کورونا بحران کے دوران عوام کو خاطر خواہ راحت نہیں پہنچائی اور نہ ہی کوئی مالی مدد کی۔ اب یہی حکومت عوامی رقومات مندروں پر خرچ کرنے کا دعویٰ کرتے ہوئے عوام کو مذہب کے نام پر گمراہ کرنے کی کوشش کر رہی ہے اور اس کے ذریعہ ماحول کو پراگندہ کیا جا رہا ہے۔ ایسی کوششوں کے خلاف چوکنا رہنے کی ضرورت ہے۔

2014 سے پہلے تک جب فرقہ وارانہ ہم آہنگی کو مضبوط کرنے کے لیے ہندو اور مسلمان اپنی تمام مصروفیات کے باوجود ایک دوسرے کی شادی اور جنازے میں شرکت کر کے اتحاد اور بھائی چارے کا پیغام دیتے تھے مگر اس کے بعد جس طرح سے اچانک مذہب کے کچھ نام نہاد ٹھیکیدار پیدا ہوئے اور انہوں نے ہمارے بزرگوں کی محنت کو خاک وخون میں غلطاں کرنے کی ٹھان لی، اس سے ہندوستان کا وقار اور تاریخی شناخت کو خطرہ لاحق ہو گیا ہے۔ اگر ایسا ہی رہا تو وہ دن دور نہیں جب ملک کی دو بڑی طاقتیں ایک دوسرے کی دشمن ہو جائیں گی اور پھر کسی بھی شخص کا (ہندو ہو یا مسلمان) پرامن اور سکون کی زندگی گزارنا محال ہو جائے گا۔ لہٰذا ایسے وقت جب ملک کو کئی چیلنجز کا سامنا ہے، ان بے وقوفوں کو ہوش کے ناخن لینا چاہئے۔

حالیہ کچھ سالوں میں یہی دیکھا گیا ہے کہ انتہا پسندی کی بھٹی سے نکلے کچھ لوگ بھگوا چولا پہن کر خود کو سب سے بڑا 'ہندو سمراٹ' ثابت کرنے کے لیے دوسرے مذاہب کی توہین کرتے اور اس کے پیروکاروں کو گالیاں بکتے نظر آتے ہیں۔ ایسا نہیں ہے کہ ان پڑھے لکھے جاہلوں کو یہ نہیں معلوم کہ ہر مذہب میں کسی دوسرے کی توہین کی ممانعت ہے، پھر بھی وہ ایسا کریں گے کیونکہ ان کے لیے مذہب سے زیادہ کرسی پیاری ہے اور اسی کرسی کے لیے وہ عوام تو کیا ملک کی بھی توہین کرنے میں عار نہیں محسوس کریں گے۔ ایسا نہیں ہے کہ یہ سب اچانک شروع ہوا ہے، یہ تو بہت پہلے سے ہو رہا ہے مگر کھلے طور پر اب ہو رہا ہے کیونکہ ایسے لوگوں کی نظر میں حکومت اپنی ہے تو یہ لوگ ہندوستان کے نظام اور قانون کو بھی اپنی جاگیر سمجھنے لگے ہیں۔

فرقہ پرستوں کی انہیں حرکتوں کی وجہ سے آج امن پسند لوگ دہشت میں ہیں، یکے بعد دیگرے واقعات نے ایک ایسا ماحول پیدا کر دیا ہے جس میں ہر شخص ایک دوسرے کو شک کی نگاہ سے دیکھنے پر مجبور ہے۔ آئندہ سال کے اوائل میں پانچ ریاستوں میں ہونے والے اسمبلی انتخابات کے پیش نظر فرقہ وارانہ جنون انتہاء کو پہنچتا دکھائی دے رہا ہے۔ ویسے بھی ہر انتخابی موسم میں یہی صورتحال ہوتی ہے، تاہم اس بار صورتحال اور بھی سنگین ہوتی دکھائی دے رہی ہے۔ کوئی گوشہ ایسا نہیں رہ گیا ہے جو فرقہ وارانہ جنون کا شکار نہیں ہوا ہو یا نہیں کیا گیا ہو۔ خاص طور پر نوجوانوں کے ذہنوں کو زرخرید میڈیا نے اس حد تک پراگندہ کر دیا ہے کہ وہ ہر مسئلہ کو فرقہ واریت کی نظر سے دیکھنے کے عادی ہو گئے ہیں۔

سیاست کے اس حمام میں سبھی ننگے نظر آرہے ہیں، جسے جب ضرورت ہوتی ہے وہ انتہا پسندوں کو اشارہ کر کے اپنے مقاصد کو حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ گزشتہ اسمبلی انتخابات کے موقع پر خود وزیراعظم مودی نے اپنی تقریر میں قبرستان اور شمشان کا تذکرہ کیا تھا۔ عید اور دیوالی کا حوالہ دیا تھا اور مذہبی جذبات کو بھڑکاتے ہوئے کامیابی حاصل کی تھی۔ اب جبکہ اتر پردیش میں انتخابات ہونے والے ہیں ایسے میں ایک بار پھر سے ماحول کو اسی نہج پر لے جانے کی کوششیں تیز ہو گئی ہیں۔ اس بار ان کوششوں کا ذمہ فی الحال خود وزیراعلیٰ یوگی آدتیہ ناتھ نے سنبھال لیا ہے۔ انتخابات سے عین قبل ماحول کو پراگندہ کرنے کے لیے یوگی آدتیہ ناتھ نے کہا ہے کہ اتر پردیش میں پہلے سرکاری رقومات قبرستانوں پر خرچ کی جاتی تھیں اور اب یہی رقومات مندروں پر خرچ کی جائے گی۔

ملک کی سب سے بڑی ریاست کے اعلیٰ عہدے پر براجمان شخص کا یہ بیان انتہائی مذموم کہا جا سکتا ہے اور ایسے بیانات کی ہندوستانی سیاست میں کوئی گنجائش نہیں ہونی چاہئے۔ جو لوگ ملک کے اہم اور دستوری وقانونی عہدوں پر فائز ہیں انہیں تو کم از کم اس طرح کی بیان بازی سے گریز کرنا چاہئے اور ان عہدوں کے وقار کو مجروح کرنے سے گریز کیا جانا چاہئے لیکن بی جے پی کے وزرائے اعلیٰ ہوں یا دیگر ذمہ دار وزراء وہ صرف اقتدار حاصل کرنے کے لیے اخلاقیات و اصولیات کی دھجیاں اڑانے سے بھی گریز نہیں کر رہے ہیں۔ ان لوگوں میں وزیر داخلہ کا بھی نام شامل ہے جنہوں نے حال ہی نماز جمعہ کے تعلق سے بیان دے کر انتہا پسندوں کو بلیوں اچھلنے کا موقع فراہم کرنے کی کوشش کی ہے۔

یوگی آدتیہ ناتھ ویسے بھی ہمیشہ سے ہندو مسلم نفرت کو فروغ دینے میں یقین رکھتے ہیں اور مسلمانوں کے خلاف زہر افشانی ہی ان کی واحد شناخت ہے۔ ایسے میں ان کی جانب سے اس طرح کا بیان دیا جانا نئی بات نہیں ہے لیکن اس بار سوچے سمجھے منصوبے کے تحت اتر پردیش کے اسمبلی انتخابات کو پیش نظر رکھتے ہوئے انہوں نے اس طرح کا بیان دیا ہے۔ کیونکہ عوام کی ناراضگی اب کھل کر سامنے آنے لگی ہے۔ خاص طور پر حالیہ ضمنی انتخابات کے نتائج نے عوامی موڈ کو ظاہر کر دیا ہے۔ کئی ریاستوں میں جہاں بی جے پی کی حکومتیں ہیں وہاں اپوزیشن جماعتوں کو کامیابی ملی ہے اور بی جے پی امیدواروں کو عوام نے یکسر مسترد کر دیا ہے۔ ایسے میں بی جے پی نے ایک بار پھر سے فرقہ پرستی کا سہارا لینے میں ہی عافیت سمجھی ہے۔ اتراکھنڈ کی راجدھانی دہرادون میں مرکزی وزیر داخلہ امت شاہ نے حال ہی میں نماز جمعہ کے سلسلے میں جو بیان دیا ہے، انہیں قطعی زیب نہیں دیتا۔ انہوں نے ایک عوامی جلسے کے دوران ووٹروں کو خوش کرنے کے لیے کہا کہ کانگریس کے دور میں مسلمانوں کی اتنی منہ بھرائی ہوتی تھی کہ جمعہ کے دن ہائی وے کا ٹریفک روک کر کے انہیں سڑک پر نماز پڑھنے کی اجازت دی جاتی تھی۔

اعلان داخلہ

مولانا منت اللہ رحمانی ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ (MMRM ITI)
ایف سی آئی روڈ، پھلواری شریف، پٹنہ
کے درج ذیل ٹریڈس میں خواہش مند میٹرک پاس طلبہ داخلہ لے سکتے ہیں:
۱۔ڈرافٹ مین سول ۲۔فیٹر ۳۔الیکٹرانکس میکانک ۴۔پلمبر
ذیل میں دیئے گئے نمبرات پر مزید تفصیلات معلوم کر سکتے ہیں۔
رابطہ نمبر: 9304741811,8825126782,9065940134
سہیل احمد ندوی
سکریٹری

نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اوپر دائرہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہو گئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زر تعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کر دیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168
Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
Mobile:9576507798 **رابطہ اور واٹس اپ نمبر**

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ آپ نقیب کے آفیشیل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

(منیجر نقیب)

Print & Design by : Azimabad Printers, Patna-06 # 9473371988

Scanned with CamScanner